﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

هفت روزه

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد13 — جمعۃ المبارک 01 ستمبر 2006ء — 08 شعبان 1427 ہجری قمری ❁ 01 تبوک 1385 ہجری شمسی — شمارہ 35

چار اہم نیکیاں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار اپنے صحابہ سے چند سوالات کئے کہ تم میں سے روزہ کس نے رکھا ہے؟ مریض کی عیادت کس نے کی ہے؟ جنازہ کس نے پڑھا اور اس کے ساتھ گیا؟ مسکین کو کھانا کس نے کھلایا؟ ہر سوال کے متعلق حضرت ابوبکرؓ نے اثبات میں جواب دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے یہ چاروں کام کئے وہ جنت میں داخل ہوا۔

(صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابہ باب فضائل ابوبکرؓ)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

جو لوگ خلقت کی پروا کرتے ہیں وہ خلق کو معبود بناتے ہیں۔ صرف مسائل سے تم خدا تعالیٰ کو خوش نہیں کر سکتے۔ اگر اندرونی تبدیلی نہیں تو تم میں اور تمہارے غیر میں کچھ فرق نہیں۔ اپنی روحانی بیماریوں کو دور کرنے کے واسطے ہر طرح کی کوشش کرو۔ صرف زبان سے نہیں بلکہ مجاہدہ کے جس قدر طریق خدا تعالیٰ نے فرمائے ہیں وہ سب بجا لاؤ۔

”ریا کار انسان بے فائدہ کام کرتا ہے۔ مومن کو تو خداوند تعالیٰ خود بخود شہرت دیتا ہے۔ ایک شخص کا ذکر ہے کہ وہ مسجدوں میں لمبی نمازیں پڑھا کرتا تھا تاکہ لوگ اسے نیک کہیں۔ لیکن جب وہ بازار سے گذرتا تو لڑکے بھی اس کی طرف اشارہ کرتے اور کہتے کہ یہ ایک ریاکار آدمی ہے جو دکھلاوے کی نمازیں پڑھتا ہے۔ ایک دن اس شخص کو خیال ہوا کہ میں لوگوں کا کیوں خیال رکھتا ہوں اور بے فائدہ محنت اٹھاتا ہوں۔ مجھے چاہئے کہ اپنے خدا کی طرف متوجہ ہو جاؤں اور خالص خدا کی خاطر عبادت کروں۔ یہ بات سوچ کر اس نے سچی توبہ کی اور اپنے اعمال کو خدا کے واسطے خاص کر دیا اور دنیوی رنگ کی نمازیں چھوڑ دیں اور علیحدگی میں بیٹھ کر دعائیں کرنے لگا اور اپنی عبادت کو پوشیدہ رکھنا چاہا۔ تب وہ جس کوچہ سے گذرتا لوگ اس کی طرف اشارہ کرتے کہ یہ ایک نیک بخت آدمی ہے۔

سچا مومن وہ ہے جو کسی کی پرواہ نہ کرے۔ خدا تعالیٰ خود ہی سارے بندوبست کر دے گا۔ لوگوں کی تکلیف دہی کی پرواہ نہیں رکھنی چاہئے۔ دنیا میں کوئی کسی کے ساتھ دوستی پکّی کرتا ہے تو دنیا کے لوگ اپنی دوستی کا حق ادا کرتے ہیں۔ وہ کون دوست ہے جس کے ساتھ سلوک کیا جاوے تو وہ بے تعلقی ظاہر کرے۔ ایک چور کے ساتھ ہمارا سچا تعلق ہو تو وہ بھی ہمارے گھر میں نقب زنی نہیں کرتا تو کیا خدا تعالیٰ کی وفا چور کے برابر بھی نہیں۔ خدا تعالیٰ کی دوستی تو وہ ہے کہ دنیا داروں میں اس کی کوئی نظیر ہی نہیں۔ دنیا داروں کی دوستی میں تو غدر بھی ہے۔ تھوڑی سی رنجش کے ساتھ دنیا دار دوستی توڑنے کو تیار ہو جاتا ہے مگر خدا تعالیٰ کے تعلقات پکے ہیں۔ جو شخص خدا تعالیٰ کے ساتھ دوستی کرتا ہے خدا تعالیٰ اس پر برکات نازل کرتا ہے۔ اس کے گھر میں برکت دیتا ہے، اس کے کپڑوں میں برکت دیتا ہے، اس کے پس خوردہ میں برکت دیتا ہے۔

بخاری میں ہے کہ نوافل کے ذریعہ سے انسان خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرتا ہے۔ نوافل ہر شے میں ہوتے ہیں۔ فرض سے بڑھ کر جو کچھ کیا جائے وہ سب نوافل میں داخل ہے۔ جب انسان نوافل میں ترقی کرتا ہے تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کی زبان ہو جاتا ہوں جس سے وہ بولتا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو شخص میرے ولی سے مقابلہ کرتا ہے وہ میرے ساتھ لڑائی کے لئے تیار ہو جائے۔ خدا تعالیٰ کے ساتھ سچی محبت کرنے والے بھی غنی، بے نیاز ہو جاتے ہیں۔ لوگوں کی تکذیب کی کچھ پروا نہیں رکھتے۔ جو لوگ خلقت کی پروا کرتے ہیں وہ خلق کو معبود بناتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے بندوں میں ہمدردی بہت ہوتی ہے مگر ساتھ ہی ایک بے نیازی کی صفت بھی لگی ہوئی ہے۔ وہ دنیا کی پروا نہیں کرتے۔ آگے خدا تعالیٰ کا فضل ہوتا ہے کہ دنیا کھچی ہوئی ان کی طرف چلی آتی ہے۔

ہماری جماعت کو ایسا ہونا چاہئے کہ نری لفّاظی پر نہ رہے بلکہ بیعت کے سچے منشاء کو پورا کرنے والی ہو۔ اندرونی تبدیلی کرنی چاہیے۔ صرف مسائل سے تم خدا تعالیٰ کو خوش نہیں کر سکتے اگر اندرونی تبدیلی نہیں تو تم میں اور تمہارے غیر میں کچھ فرق نہیں۔ اگر تم میں مکر، فریب، کسل اور سستی پائی جائے تو تم دوسروں سے پہلے ہلاک کئے جاؤ گے۔ ہر ایک کو چاہئے کہ اپنے بوجھ کو اٹھائے اور اپنے وعدے کو پورا کرے۔ عمر کا اعتبار نہیں۔ دیکھو مولوی عبدالکریم صاحب فوت ہو گئے۔ ہر جمعہ میں ہم کوئی نہ کوئی جنازہ پڑھتے ہیں۔ جو کچھ کرنا ہے اب کر لو۔ جب موت کا وقت آتا ہے تو پھر تاخیر نہیں ہوتی۔ جو شخص قبل از وقت نیکی کرتا ہے امید ہے کہ وہ پاک ہو جائے۔ اپنے نفس کی تبدیلی کے واسطے سعی کرو۔ نماز میں دعائیں مانگو۔ صدقات خیرات سے اور دوسرے ہر طرح کے حیلہ سے ﴿وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا﴾ (العنکبوت:70) میں شامل ہو جاؤ۔ جس طرح بیمار طبیب کے پاس جاتا، دوائی کھاتا، مسہل لیتا، خون نکلواتا، ٹکور کرواتا اور شفا حاصل کرنے کے واسطے ہر طرح کی تدبیر کرتا ہے اسی طرح اپنی روحانی بیماریوں کو دور کرنے کے واسطے ہر طرح کی کوشش کرو۔ صرف زبان سے نہیں بلکہ مجاہدہ کے جس قدر طریق خدا تعالیٰ نے فرمائے ہیں وہ سب بجا لاؤ۔ صدقہ خیرات کرو۔ جنگلوں میں جا کر دعائیں کرو۔ سفر کی ضرورت ہو تو وہ بھی کرو۔ بعض آدمی پیسے لے کر بچوں کو دیتے پھرتے ہیں کہ شاید اسی طرح کشوفِ باطن ہو جائے۔ جب باطن پر قفل ہو جائے تو پھر کوئی فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ حیلے کرنے والے کو پسند کرتا ہے۔ جب انسان تمام حیلوں کو بجا لاتا ہے تو کوئی نہ کوئی نشانہ بھی ہو جاتا ہے۔“

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 505-507 جدید ایڈیشن)

اداریہ

جلسوں کی بہار

احمدیت خداتعالیٰ کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہے اور اسی کے فضل اور رحم کے ساتھ سرسبز و شاداب، ثمرآور اور سایہ دار درخت ہے۔ اس کے پھل نہایت شیریں اور اس کا سایہ نہایت گھنا اور ٹھنڈا اور فرحت بخش ہے۔ اگرچہ اس سلسلہ کے آغاز سے ہی مخالفین و معاندین احمدیت نے اس پاکیزہ شجر کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے اور اس سلسلہ کو نابود کرنے کے لئے ہر طرح کوششیں کیں مگر شجر احمدیت خداتعالیٰ کی حفظ و امان میں مسلسل نشوونما پاتا اور بڑھتا اور پھولتا اور پھلتا رہا اور جیسا کہ بانئ جماعت احمدیہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی گئی بشارات کے مطابق پہلے سے خبر دی تھی کہ :
''مَیں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں سو میرے ہاتھ سے یہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے'' یہ تخم بڑھا اور پھولا اور ایک درخت بنا اور اس کی شاخیں دور دور تک چلی گئیں۔ اور اب یہ درخت اس قدر بڑھ گیا ہے کہ کروڑہا پرندے اس پر آرام کر رہے ہیں اور اس کے شیریں ثمرات سے فیضیاب ہو رہے ہیں۔

بلاشبہ آج خداتعالیٰ کے فضل سے یہ شجر احمدیت اپنے تنے پر نہایت مضبوطی سے قائم ہو چکا ہے اور اس کی سرسبزی وشادابی اور اس کے شیریں ثمرات کو دیکھ کر دشمنان احمدیت غیظ و غضب کی آگ میں جل بھُن رہے ہیں اور اس کے سوا اور وہ کر بھی کیا سکتے ہیں کہ اس جماعت پر نازل ہونے والے خدا کے بے انتہا فضلوں کو روکنا تو ان کے بس میں نہیں ہے۔ نہ صرف یہ درخت مجموعی طور پر بلکہ اس کی ہر شاخ بھی اپنی اپنی جگہ نہایت ہی عظمت اور شان کے ساتھ مضبوط سے مضبوط تر ہوتی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے لاتعداد نشانات اور آسمانی برکات کے شیریں ثمرات سے لدی ہوئی ہے۔

اس شجر کی ایک شاخ جماعت احمدیہ میں ہونے والا وہ ''جلسہ سالانہ'' ہے جس کا آغاز حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا۔ یہ شاخ طوبیٰ بھی ماشاء اللہ خوب پھلی اور پھولی ہے۔ ایک وقت تھا کہ قادیان (انڈیا) میں یہ جلسہ سالانہ ہوتا تھا۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی پاکستان سے ہجرت کے بعد وہاں بھی جلسہ سالانہ کا مبارک سلسلہ چل نکلا اور ربوہ کا جلسہ ایک عالمی مرکزی جلسہ کا رنگ اختیار کر گیا۔ پھر جماعت کی ترقی اور پھیلاؤ کے ساتھ ساتھ دوسرے ممالک میں بھی جلسہ ہائے سالانہ کے انعقاد کا سلسلہ شروع ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی لندن ہجرت کے بعد برطانیہ کے جلسہ کو نئی عظمتیں حاصل ہوئیں اور یہاں کا جلسہ عالمی مرکزی جلسہ کی شکل اختیار کر گیا۔ پھر خلیفۃ المسیح کی بابرکت موجودگی میں آپ کے سفروں کے دوران دوسرے ممالک میں ہونے والے جلسے بھی مرکزی جلسے کا رنگ اپنانے لگے۔ اور مختلف ممالک سے طیور روحانی اڑ اڑ کر ان جلسوں میں شامل ہونے لگے جہاں ان کے محبوب امام خلیفۃ المسیح بنفس نفیس شامل ہوتے تھے۔
گزشتہ سال سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مشرق بعید کا دورہ فرمایا تو آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، فجی اور جاپان میں ہونے والے جلسہ ہائے سالانہ میں نہ صرف یہ کہ دور دور کے ممالک سے صاحب حیثیت مخلصین نے شمولیت کی سعادت حاصل کی بلکہ ایم ٹی اے کے توسط سے ان جلسوں میں حضور کے خطابات براہ راست نشر ہو کر ہر ملک میں، ہر جماعت میں، ہر گھر میں جلسہ کا سماں پیدا کرتے رہے۔

حال ہی میں حضور انور کی بابرکت شمولیت میں یوکے کا جلسہ سالانہ منعقد ہوا۔ حدیقۃ المہدی میں ہونے والا یہ پہلا جلسہ غیر معمولی تاریخی اہمیت کا حامل جلسہ تھا۔ اس کی کارروائی بھی براہ راست تمام عالم میں نشر ہوتی رہی۔ اور ساری دنیا کے احمدی اس جلسہ میں اس توسط سے شامل رہے۔ یوں تو کسی بھی ملک میں منعقد ہونے والا جلسہ مسیح پاک علیہ السلام کے مبارک ہاتھوں سے لگائی گئی جلسہ سالانہ کی شاخ کی شادابی اور اس کے ثمردار ہونے پر گواہ ہے اور اب تو سارا سال قریباً ہر مہینہ میں کسی نہ کسی ملک میں جماعت کا جلسہ سالانہ ہو رہا ہوتا ہے۔ گویا جلسوں کی ایک بہار ہے جو سارا سال ہی عالم احمدیت پر رہتی ہے۔ لیکن بلاشبہ ان میں سے ہر وہ جلسہ جس میں خلیفۃ المسیح بذات خود بنفس نفیس موجود ہوں اس جلسہ کی بہار تو اپنے عروج پر ہوتی ہے اور آپ کی بابرکت موجودگی سے اس کی کیفیت ظاہری و باطنی ہر لحاظ سے نئی بلندیوں کو چھوتی ہے اور ایک عجیب روحانی لذت و سرور کا عالم تمام شاملین جلسہ پر طاری رہتا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اس جلسہ کی ایک غرض یہ بتائی تھی کہ اس میں ایمان و یقین اور معرفت کو بڑھانے والی تقاریر ہوں گی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ہر جلسہ میں اور بالخصوص اس جلسہ میں جس میں امیر المومنین ایدہ اللہ خود شمولیت فرمائیں اور اپنے روح پرور خطابات سے نوازیں یہ مقاصد نہایت اعلیٰ رنگ میں پورے ہوتے ہیں اور لوگ ایمان و یقین اور معرفت کی نئی منزلوں کو طے کرتے ہیں۔ خداتعالیٰ کے فضل سے ظاہری انتظامات بھی ہر سال پہلے سے بہتر ہوتے ہیں اور روحانی ماحول بھی مسلسل ترقی پذیر ہے۔ یورپ اور مغربی ممالک میں ہونے والے حالیہ جلسوں میں دلوں کو بہت تسکین دینے والی ایک اور بات جو مشاہدہ میں آئی ہے وہ یہ ہے کہ خداتعالیٰ کے فضل سے اب اس کے مختلف انتظامات میں ایسے نوجوان رضاکار بچے اور بچیاں نمایاں ہیں جو انہی ملکوں میں پیدا ہوئے اور یہیں پلے بڑھے ہیں۔ گویا احمدیت کی پرانی نسل سے انہوں نے جن اعلیٰ دینی روایات و اقدار کو سیکھا تھا ان کی حفاظت کرتے ہوئے اور ان ممالک میں اعلیٰ تعلیم اور نظم و ضبط کے اصول و قواعد سے تربیت پا کر اور انہیں اسلامی رنگ میں ڈھال کر نہایت عمدگی کے ساتھ جلسہ کے موقع پر مختلف خدمات کو بجا لا رہے ہیں۔ پرانے احمدیوں کے لئے یہ بات بہت ہی خوش آئند اور آنکھوں کی ٹھنڈک کا موجب ہے کہ ان کی اگلی نسل اللہ کے فضل سے اسلام اور احمدیت کی اعلیٰ اقدار کی پاسبان ہے اور اسی جوش و جذبہ اور خلوص اور قربانی کی روح سے جلسہ کے انتظامات کو چلانے والی ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کی تربیت سے اب جماعت کے مزاج کا حصہ ہے۔ یہ مشاہدہ ہمیں اس ایمان اور یقین اور معرفت میں اور بھی راسخ کرتا ہے کہ انشاء اللہ اب وہ وقت دور نہیں جب یورپ اور امریکہ وغیرہ مغربی ممالک میں اسلام احمدیت کے ذریعہ ایک عظیم الشان انقلاب رونما ہوگا۔ اور مسیح پاک علیہ السلام کے مبارک ہاتھوں سے جاری ہونے والے جلسے کی برکت سے اور اس کے تابع ہونے والے جلسوں کی بہار سے سارا عالم اسلام کی روحانی خوشبوؤں سے مہک اٹھے گا۔ انشاء اللہ

(نصیر احمد قمر)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت میں
حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ایک منظوم فارسی کلام پر تضمین

لائی ہے باد صبا اس پار سے خبر عظیم
وہ خدائے لم یزل جو عرشِ کُن پر ہے مقیم
ہے اسی کو علم سارا ، ہے وہی تنہا علیم
''شان احمدؐ را کہ داند جز خداوند کریم
آن چناں از خود جدا شد کز میاں افتاد میم''

ہمسر او در زمین و آسماں مادر نہ زاد
دیکھ کر اس کو پکار اٹھے فرشتے زندہ باد
خوش جمال و خوش خیال و خوش خصال و خوش نہاد
''زاں نمط شد محو دلبر کز کمال اتحاد
پیکر اُو شد سراسر صورتِ ربِّ رحیم''

اس کی آہِ نیم شب سے رات کا سینہ ہے چاک
اس کا چہرہ چاند اور سورج سے بڑھ کر تابناک
سرمۂ چشم بصیرت اس کے نقشِ پا کی خاک
''بوئے محبوبِ حقیقی می دمد زاں روئے پاک
ذات حقانی صفاتش ، مظہر ذات قدیم''

کیا بتاؤں تم کو اس کا مرتبہ، اس کا کمال
ایک ہی دل میں لگن ہے ایک ہی دل میں خیال
گالیاں بھی دو اگر مجھ کو ، نہیں اس کا ملال
''گرچہ منسوبم کند کس سُوئے الحاد و ضلال
چوں دل احمدؐ نمی بینم دگر عرشِ عظیم''

تو نے یا رب! دی مجھے اس کی غلامی کی سند
وہ غلامی جس کی لذت کی نہایت ہے نہ حد
مان لے یہ التجا بھی ، الغیاث و المدد!
''در رہِ عشقِ محمدؐ ایں سر و جانم رود
ایں تمنا ، ایں دعا ، ایں در دلم عزم صمیم''

عشق کی منزل کٹھن ہے راستہ ہے صعبناک
مجھ کو ڈر ہے تم نہ ہو جاؤ کہیں رہ میں ہلاک
آؤ کر لو مجھ سے مل کر اس سفر میں اشتراک
''از عنایاتِ خدا و زِ فضل آں دادار پاک
دشمن فرعونیانم بہر عشقِ آں کلیم''

گرچہ ہوں میں بس ضعیف و ناتواں و دل فگار
''ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار''
''میں ہوں وہ نور خدا جس سے ہوا دن آشکار''
''منت ایزد را کہ من بر رغمِ اہل روزگار
صد بلاہا می خرم از ذوقِ آں عین النعیم''

میں غلامِ احمدؐ مُرسَل ہوں اے کرّوبیاں!
دے رہا ہوں اپنے خالق کی بڑائی کی اذاں
قریہ قریہ ، ربوہ ربوہ ، قادیاں در قادیاں
''آں مقام و رتبتِ خاصش کہ برمن شد عیاں
گفتمے گر دیدے طبعے دریں راہ سلیم''

(چوھدری محمد علی ایم۔اے۔ربوہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عظیم الشان اور بے نظیر قوت قدسیہ

(ملک سعید احمد رشید۔ ربوہ)

(ساتویں قسط)

خوارق اور کرامات

خوارق اور کرامت کا لفظ تقریباً ہم معنی ہے یا ایک دوسرے کا مترادف بھی کہہ سکتے ہیں۔خوارق ، خارق کی جمع ہے ۔عام طور پر خارقِ عادت کا لفظ استعمال ہوتا ہے جس کے معنے ہیں عام معمول سے ہٹ کر کوئی بات ،یا کوئی امر ظاہر ہو۔یا کوئی ناممکن بات ممکن ہوجائے ۔تو اُسے خارق عادت کرامت یا نشان بھی کہتے ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے زیادہ تر خوارق، خارق عادت یانشان کے الفاظ کا استعمال فرمایا ہے اور کرامت کے لفظ کا بہت کم۔جبکہ عام لوگوں میں کرامت کا لفظ زیادہ مستعمل ہے اورنشان یا خارق عادت اور خوارق کا کم۔اس لئے خاکسار نے عنوان میں خوارق کے ساتھ کرامت کا لفظ بھی شامل کردیا ہے تاہر قسم کے لوگ فائدہ اٹھاسکیں۔

حضرت اقدس کی قوت قدسیہ میں خوارق اور کرامتیں بھی شامل ہیں۔اس عطائے الٰہی کا ذکر کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں:۔

’’ **مجھے خداتعالیٰ نے علم قرآن بخشا ہے اور حقائق** معارف اپنی کتاب کے میرے پرکھولے ہیں **اور خوارق مجھے عطا کئے ہیں۔سو میری طرف آؤ تا اس نعمت سے تم بھی حصہ پاؤ**‘‘۔

(برکات الدعاء،روحانی خزائن جلد 6صفحہ36)

نیز فرمایا:۔

’’ **مجھے اس نے بہت سے نشانوں کے ساتھ بھیجا ہے اور میری تائید میں اُس نے بہت سے خوارق ظاہر فرمائے ہیں**‘‘۔

(کتاب البریہ،روحانی خزائن جلد 13صفحہ55)

یوں تو مضمون میں مختلف عناوین کے تحت جو کچھ پہلے بیان ہو چکا ہے وہ سب آپ کی کرامات اور خوارق ہی ہیں لیکن پاک جماعت، پاک تبدیلی اور پاک انقلاب کے عنوان کے تحت جو آگے بیان ہوگا وہ بھی آپ کی عظیم الشان بہت بڑی کرامت ہے۔

❁......اب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک کرامت کا آپ کے اپنے الفاظ میں ذکر کیا جاتا ہے جو دراصل کئی کرامتوں کا مجموعہ ہے۔آپؑ فرماتے ہیں:۔

’’پھر اس میں کیا بھید ہے کہ بد اور بدکار اور خائن اور کذّاب تو میں تھا مگر میرے مقابل پر ہر ایک فرشتہ سیرت جب آیا تو وہی مارا گیا جس نے مباہلہ کیا۔ وہی تباہ ہوا۔جس نے میرے پر بددعا کی وہ بددعا اسی پر پڑی۔جس نے میرے پر کوئی مقدمہ عدالت میں دائر کیا اسی نے شکست کھائی ۔چنانچہ بطور نمونہ اسی کتاب میں ان باتوں کا ثبوت مشاہدہ کرو گے۔

چاہئے تو یہ تھا کہ ایسے مقابلہ کے وقت میں ہی ہلاک ہوتا،میرے پر ہی بجلی پڑتی بلکہ کسی کے مقابل پر کھڑے ہونے کی بھی ضرورت نہ تھی کیونکہ مجرم کا خود خدا دشمن ہے۔پس برائے خدا سوچو کہ یہ الٹا اثر کیوں ظاہر ہوا۔کیوں میرے مقابل پر نیک مارے گئے اور ہر ایک مقابلہ میں خدا نے مجھے بچا لیا۔کیا اس سے میری کرامت ثابت نہیں ہوتی؟

پس یہ شکر کا مقام ہے کہ جو بدیاں میری طرف منسوب کی جاتی ہیں وہ بھی میری کرامت ہی ثابت کرتی ہیں‘‘۔

(حقیقة الوحی،روحانی خزائن جلد 22صفحہ2)

کرامت گرچہ بے نام و نشان است
بیا بنگر ز غلمان محمدؐ

اب چند ایسی کرامتوں کا ذکر کیا جاتا ہے جو ایسے شخص نے لکھی ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا سخت مخالف اور بدگو تھا۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسے باصرار کئی خطوط کے ذریعہ قادیان جلسہ سالانہ پر آنے کی دعوت دی۔

قادیان جلسہ پرآنے کے بعد جو اس نے مشاہدہ کیا، جو اس کے اندر تبدیلی پیدا ہوئی اور جو کرامتیں اس نے دیکھیں اُس پر اپنی رائے کا اظہار درج ذیل الفاظ میں کیا جنہیں حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی کتاب میں درج فرمایا:۔

’’کیفیت جلسہ سالانہ قادیان ضلع گورداسپورہ تاریخ 27؍دسمبر 1892ء برمکان جناب مجدّد وقت مسیح الزمان مرزا غلام احمد صاحب سلمہ الرحمٰن اور اس پر بندہ کی رائے جو ملاقات مرزا صاحب موصوف اور معائینہ جلسہ اور اہل جلسہ کے بعد قائم ہوئی۔

مرزا صاحب نے مجھے بھی باوجودیکہ اُن کو اچھی طرح معلوم تھا کہ میں ان کا مخالف ہوں ،نہ صرف مخالف بلکہ بدگو بھی اور یہ مکرّر سہ کرّر مجھ سے وقوع میں آچکا ہے، جلسہ پر بلایا اور چند خطوط جن میں ایک رجسٹری بھی تھا بھیجے۔اگرچہ پیشتر بسبب جہالت اور مخالفت کے میرا ارادہ جانے کا نہ تھا لیکن مرزا صاحب کے بار بار لکھنے سے میرے دل میں ایک تحریک پیدا ہوئی۔اگر مرزا صاحب اس قدر شفقت سے نہ لکھتے تو میں ہرگز نہ جاتا اور محروم رہتا۔مگر یہ انہیں کا حوصلہ تھا۔ آج کل کے مولوی تو اپنے سگے باپ سے بھی اس شفقت اور عزت سے پیش نہیں آتے۔میں 27؍تاریخ کو دوپہر سے پہلے قادیان میں پہنچا۔‘‘

❁......کرامت نمبر1

’’......جب میں مرزا صاحب سے ملا اور وہ اخلاق سے پیش آئے تو میرا دل نرم ہوا۔گویا مرزا صاحب کی نظر سُرمہ کی سلائی تھی جس سے غبار کدورت میرے دل کی آنکھوں سے دور ہوگیا اور غیظ وغضب کے نزلہ کا پانی خشک ہونے لگا اور کچھ کچھ دھندلا سا مجھے حق نظر آنا شروع ہوا اور رفتہ رفتہ باطنی بینائی درست ہوئی۔مرزا صاحب کے سوا اور کئی بھائی اس جلسہ میں ایسے تھے کہ جن کو مَیں حقارت اور عداوت سے دیکھتا تھا اب ان کو محبت اور الفت سے دیکھنے لگا۔اور یہ حال ہوا کہ کُل اہل جلسہ میں جو مرزا صاحب کے زیادہ محبّ تھے وہ مجھے بھی زیادہ عزیز معلوم ہونے لگے۔بعد عصر مرزا صاحب نے کچھ بیان فرمایا جس کے سننے سے میرے تمام شبہات رفع ہوگئے اور آنکھیں کھل گئیں۔‘‘

❁......کرامت نمبر2

’’......دوسرے روز صبح کے وقت ایک امرتسری وکیل صاحب نے اپنا عجیب قصہ سنایا جس سے مرزا صاحب کی اعلیٰ درجہ کی کرامت ثابت ہوئی۔جس کا خلاصہ یہ ہے کہ وکیل صاحب پہلے سنّت جماعت مسلمان تھے۔جب جوان ہوئے رسمی علم پڑھا تو دل میں بسبب مذہبی علم سے ناواقفیت اور علمائے وقت اور پیران زمانہ کے باعمل نہ ہونے کے شبہات پیدا ہوئے اور تسلی بخش جواب کہیں سے نہ ملنے کے باعث سے چند بار مذہب تبدیل کیا۔سُنّی سے شیعہ بنے وہاں بجز تبرّا بازی اور تعزیہ سازی کچھ نظر نہ آیا۔آریہ ہوئے چند روز وہاں کا مزا چکھا مگر لطف نہ آیا۔برہموں میں شامل ہوئے ،ان کا طریق اختیار کیا لیکن وہاں بھی مزا نہ پایا۔نیچری بنے لیکن اندرونی صفائی یا خدا کی محبت ،کچھ نورانیت کہیں بھی نظر نہ آئی۔آخر مرزا صاحب سے ملے اور بہت بے باکانہ پیش آئے ۔مگر مرزا صاحب نے لُطف سے،مہربانی سے کلام کیا اور ایسا اچھا نمونہ دکھایا کہ آخر کار اسلام پر پورے پورے جم گئے اور نمازی بھی ہوگئے۔اللہ اور رسول کے تابعدار بن گئے۔اب مرزا صاحب کے بڑے معتقد ہیں۔‘‘

’’ایک صاحب نے صبح کو بعد نماز صبح عبداللہ صاحب غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک خواب سنایا...... عبداللہ صاحب نے فرمایا ہم نے محمد حسین بٹالوی کو ایک لمبا کرتہ پہنے دیکھا اور وہ کُرتہ پارہ پارہ ہوگیا۔یہ بھی عبداللہ صاحب نے فرمایا تھا کہ کُرتے سے مراد علم ہے۔آگے پارہ پارہ ہونے سے عقلمند خود سمجھ سکتا ہے کہ گویا علم کی پردہ دری مراد ہے جو آج کل ہو رہی ہے۔ اور معلوم نہیں کہ کہاں تک ہوگی۔جو اللہ کے ولی کو ستاتا ہے گویا اللہ تعالیٰ سے لڑتا ہے۔آخر پچھڑے گا۔ اب مجھے بخوبی ثابت ہوا کہ لوگ بڑے بے انصاف ہیں جو بغیر ملاقات اور گفتگو کے مرزا صاحب کو دُور سے بیٹھے دجّال کذّاب بنا رہے ہیں اور ان کے کلام کے غلط معنی گھڑ رہے ہیں یا کسی دوسرے کی تعلیم کو بغیر تفتیش مان لیتے ہیں اور مرزا صاحب سے اس کی بابت تحقیق نہیں کرتے ۔مرزا صاحب جو آسمانی شہد اُگل رہے ہیں اُس کو وہ شیطانی زہر بتاتے ہیں اور بسبب سخت قلبی اور حجاب عداوت کے دور ہی سے گلاب کو پیشاب کہتے ہیں اور عوام اپنے خواص کے تابع ہو کر اس کو کھانے پینے سے باز رہتے ہیں اور اپنا سراسر نقصان کرتے ہیں۔سب سے بڑھ کر اس عاجز کے قدیمی دوست یا پرانے مقتدا مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی لوگوں کو مرزا صاحب سے ہٹانے اور نفرت دلانے میں مصروف ہیں جن کو پہلے پہل مرزا صاحب سے بندہ نے بدظن کیا تھا جس کے عوض میں اس دفعہ انہوں نے مجھے بہکایا اور صراط مستقیم سے جُدا کردیا۔‘‘

❁...... کرامت نمبر3

’’......اس جلسہ پر تین سو سے زیادہ شریف اور نیک لوگ جمع تھے جن کے چہروں سے مسلمانی نور ٹپک رہا تھا۔امیر،غریب،نواب،انجینئر،تھانہ دار،تحصیلدار، زمیندار، سوداگر،حکیم غرض ہر قسم کے لوگ تھے۔ ہاں چند مولوی بھی تھے مگر مسکین مولوی ۔مولوی کے ساتھ مسکین اور منکسر کا لفظ **یہ مرزا صاحب کی کرامت ہے** کہ مرزا صاحب سے مل کر مولوی بھی مسکین بن جاتے ہیں ورنہ آج کل مسکین مولوی اور بدعات سے بچنے والا صوفی کبریت احمر اور کیمیائے سعادت کا حکم رکھتا ہے ...... مجھے قیافہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ وقت عنقریب ہے کہ جناب مرزا صاحب کی خاک پا کو اہل بصیرت آنکھوں میں جگہ دیں اور اکسیر سے بہتر سمجھیں اور تبرّک خیال کریں ۔مرزا صاحب کے سینکڑوں ایسے دوست ہیں جو مرزا صاحب پر دل وجان سے قربان ہیں۔اختلاف کا تو کیا ذکر ہے۔رُوبرُو اُف تک نہیں کرتے۔سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے......مرزا صاحب کو چونکہ سچی محبت اپنے مولا سے ہے اس لئے آسمان سے قبولیت اتری ہے اور رفتہ رفتہ باوجود مولویوں کی سخت مخالفت کے سعید لوگوں کے دلوں میں مرزا صاحب کی الفت ترقی کرتی جارہی ہے۔‘‘

❁...... کرامت نمبر4

’’...... اور مرزا صاحب کے پاس (جو بزعم مولوی صاحب کافر بلکہ اکفر اور دجّال ہیں) گھر بیٹھے لاہور، امرتسر، پشاور، کشمیر، جموں، سیالکوٹ، کپورتھلہ، لدھیانہ، بمبئی، ممالک شمال ومغرب، اودھ، مکّہ معظّمہ وغیرہ بلاد سے لوگ گھر سے بوریا بدھنا باندھے چلے آتے ہیں۔پھر آنے والے بدعتی نہیں، مشرک نہیں، جاہل نہیں، کنگال نہیں بلکہ موحد، اہلحدیث، مولوی، مفتی، پیرزادے، شریف، امیر، نواب، وکیل۔اب ذرا سوچنے کا مقام ہے کہ باوجود مولوی محمد حسین صاحب کے گرانے کے اور اکثر مولویوں سے کفر کے فتوے پر مُہریں لگوانے کے اللہ جل شانہ نے مرزا صاحب کو کس قدر چڑھایا اور کس قدر خلقِ خدا کے دلوں کو متوجہ کردیا کہ اپنا آرام چھوڑ کر، وطن سے جُدا ہو کر، روپیہ خرچ کر کے قادیان میں آکر زمین پر سوتے بلکہ ریل میں ایک دو رات جاگے بھی ضرور ہوں گے اور کئی پیادہ چل کر بھی حاضر ہوئے ۔مَیں نے ایک شخص کے بھی منہ سے کسی قسم کی شکایت نہیں سنی۔مرزا صاحب کے گرد ایسے جمع ہوتے تھے جیسے شمع کے گرد پروانے۔جب مرزا صاحب کچھ فرماتے تھے تو ہمہ تن گوش ہو جاتے تھے ۔قریباً چالیس پچاس شخص اس جلسہ پر مُرید ہوئے۔‘‘

❁......کرامت نمبر5

’’......نائبین رسول مقبول میں کوئی برکت، کچھ نورانیت نہیں رہی۔اتنا بھی سلیقہ نہیں کہ اپنے چند

شاگردوں کو بھی قابو میں رکھ سکیں۔ اور خلق محمدی کا نمونہ دکھا کر اپنا شیفتہ بنالیں۔ کسی ملک میں ہدایت پھیلانا اور مخالفین اسلام کو زیر کرنا تو درکنار، ایک شہر بلکہ ایک محلّہ کو بھی درست نہیں کر سکتے۔ برخلاف اس کے مرزا صاحب نے شرقاً غرباً مخالفین اسلام کو دعوت اسلام کی اور ایسا نیچا کر دکھایا کہ کوئی مقابل آنے جوگا نہیں رہا۔ اکثر نیچریوں کو جو مولوی صاحبان سے ہرگز اصلاح پر نہیں آسکتے توبہ کرائی اور پنجاب سے نیچریت کا اثر بہت کم کر دیا۔ اب وہی نیچری ہیں جو مسلمان صورت بھی نہیں تھے مرزا صاحب کے ملنے سے مومن سیرت ہوگئے۔ اہلکاروں، تھانیداروں نے رشوتیں لینی چھوڑ دیں۔ نشہ بازوں نے نشے ترک کر دیئے۔ کئی لوگوں نے حقّہ ترک کر دیا۔ مرزا صاحب کے شیعہ مریدوں نے تبرّا ترک کر دیا۔ صحابہ سے محبت کرنے لگے۔ تعزیہ داری، مرثیہ خوانی موقوف کر دی۔ بعض پیرزادے جو مولوی محمد حسین بٹالوی بلکہ محمد اسمٰعیل شہید کو بھی کافر سمجھتے تھے مرزا صاحب کے معتقد ہونے کے بعد مولانا اسمٰعیل شہید کو اپنا پیشوا اور بزرگ سمجھنے لگے۔

اگر یہ تاثیریں دجّالین، کذّابین میں ہوتی ہیں اور نائبین رسول مقبول نیک تاثیروں سے محروم ہیں تو بصد خوشی ہمیں دجّالی ہونا منظور ہے۔ پھلوں ہی سے تو درخت پہچانا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو بھی لوگوں نے صفات سے پہچانا ورنہ اس کی ذات کسی کو نظر نہیں آتی۔ کسی تندرست ہٹے کٹے کا نام اگر بیمار رکھ دیں تو واقعی وہ بیمار نہیں ہوسکتا۔ اسی طرح جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مومن پاکباز ہے اور جس کے دل میں اللہ اور رسولؐ کی محبت ہے اس کو کوئی منافق، کافر، دجّال وغیرہ لقب دے تو کیا حرج ہے۔ سفید کسی کے کالا کہنے سے کالا نہیں ہوسکتا اور چمگادڑ کی دشمنی سے آفتاب لائق مذمّت نہیں۔ یزیدی عملداری سے حسینی گروہ اگرچہ تکالیف تو پاسکتا ہے مگر نابود نہیں ہوسکتا۔ رفتہ رفتہ تکالیف برداشت کرکے ترقی کرے گا اور کرتا جاتا ہے۔ یعنی مولویوں کے سدّ راہ ہونے سے مرزا صاحب کا گروہ مٹ نہیں سکتا۔ بلکہ ایسا حال ہے جیسا دریا میں بندھ باندھنے سے دریا رک نہیں سکتا...... آخر بند ٹوٹے گا اور نہایت زور سے دریا بہہ نکلے گا۔ اور آس پاس کے مخالفین کی بستیوں کو بہالے جاوے گا۔ آندھی اور ابر سورج کو چھپا نہیں سکتے خود ہی چند روز میں گم ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح چند روز میں یہ غُل غپاڑہ فرو ہو جائے گا اور مرزا صاحب کی صداقت کا سورج چمکتا ہوا نکل آوے گا۔ پھر نیک بخت تو افسوس کرکے مرزا صاحب سے موافق ہو جاویں گے۔ اور پچھلی غلطی پر پچھتاویں گے۔ اور مرزا صاحب کی کشتی میں جو مثل سفینۂ نوح علیہ السلام کے ہے سوار ہو جائیں گے لیکن بدنصیب اپنے مولویوں کے مکر اور غلط بیانی کے پہاڑوں پر چڑھ کر جان بچانا چاہیں گے مگر ایک ہی موج میں غرقِ بحرِ ضلالت ہو کر فنا ہو جاویں گے......

ناصر نواب تاریخ 2/جنوری 1893ء"

(روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 637-644)

(باقی آئندہ شمارہ میں)

☆☆☆☆☆

گھانا (مغربی افریقہ) کے شمالی صوبہ میں نواحمدی آئمہ کے ریفریشر کورسز

(رپورٹ: مظفر احمد درّانی۔ مبلغ سلسلہ گھانا)

اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان سے گھانا وہ خوش قسمت ملک ہے جہاں بیسویں سال قبل حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے الہام کے مطابق احمدیت کا آغاز ہوا کہ "یَنْصُرُکَ رِجَالٌ نُّوْحِیْٓ اِلَیْھِمْ مِّنَ السَّمَآءِ" یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ سے وعدہ فرمایا کہ تیری مدد وتائید وہ لوگ کریں گے جن کو ہم آسمان سے رہنمائی کریں گے۔

گھانا کے سعید فطرت اصحاب کشوف کی دعوت پر حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے حضرت مولانا عبدالرحیم نیّر صاحبؓ کو بطور پہلے مبلغ گھانا بھجوایا تو آپ نے جماعت کا مؤثر تعارف کروانے پر ابتداء میں ہی بیک وقت تقریباً پانچ ہزار خوش نصیبوں کو قبول حق کی توفیق ملی۔ جو نہ صرف جماعت احمدیہ مسلمہ میں شامل ہوئے بلکہ روز اوّل سے ہی جماعتی اخراجات میں خود کفیل ہوگئے۔

یہ ملک بڑے فدائی قسم کے احمدی پیدا کرتا چلا آرہا ہے۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنے، خدا اور اس کے رسول کی محبت کی اعلیٰ مثالیں عام پائی جاتی ہیں۔ اسی نیک اثر اور مؤثر تبلیغ کی وجہ سے سعید روحیں احمدیت کی طرف کھنچی چلی آرہی ہیں جن میں عوام کے ساتھ ساتھ علماء اور آئمہ مساجد بھی بکثرت قبولِ حق کی توفیق پارہے ہیں۔ ان نومبائعین کو سنبھالنا اور جزو جماعت بنانا بھی ہماری ذمہ داری ہے جس کی طرف خلفاء کرام مسلسل توجہ دلاتے رہتے ہیں۔

اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ملکی، صوبائی اور حلقہ جات کی سطح پر مختلف پروگرام جاری ہیں۔ اس وقت گھانا کے شمالی صوبہ کے دو حلقہ جات میں منعقدہ ریفریشر کورسز کی رپورٹ پیش کرنا مقصود ہے۔

حلقہ Mpaha کے آئمہ کا ریفریشر کورس

Mpaha ضلع Buipe کا ایک بڑا گاؤں ہے جو ہمارا معلم سینٹر بھی ہے۔ اردگرد کے بہت سے دیہات اپنے آئمہ سمیت احمدیت میں داخل ہو چکے ہیں۔ ان کی رہنمائی اور مزید تعلیم کے لئے 28 فروری تا 3/مارچ 2006ء ایک ریفریشر کورس کا انتظام کیا گیا۔ اس گاؤں میں اگرچہ بجلی کی سہولت نہیں ہے تاہم جماعت کی برکت سے Solar & Wind Power کے ذریعہ نہ صرف مسجد کو روشن کیا گیا ہے بلکہ پانچوں وقت لاؤڈ سپیکر پر اذان دینے اور ایم ٹی اے کی سہولت بھی موجود ہے۔

ریفریشر کورس کے وقت مہمانوں کے کھانے کے لئے جب پروگرام بنایا گیا کہ ایک گائے خرید کر ذبح کرلی جائے تو علاقہ کے ایک نواحمدی چیف امام نے کہا کہ اس کے پاس گائیوں کا ریوڑ ہے۔ اس لئے جماعت کو اس کورس کے لئے گائے خریدنے کی ضرورت نہیں ہے۔ چنانچہ انہوں نے ایک بیل پیش کیا جسے ذبح کرکے ریفریشر کورس کے مہمانوں کی خدمت کی گئی۔

جماعت کی طرف سے شائع شدہ "تعلیمی نصاب برائے نواحمدی آئمہ" تمام حاضرین کو مہیا کرکے تدریس کروائی گئی۔ تدریس کے فرائض مکرم حافظ جبرائیل سعید صاحب نائب امیر جماعت گھانا اور خاکسار مظفر احمد درانی مبلغ سلسلہ نے سرانجام دئے۔ صوبائی ہیڈکوارٹر سے مکرم ایم ایس آدم صاحب صوبائی صدر بھی ہمارے ساتھ پروگرام میں شامل ہوگئے۔

گھانا میں ہر قبیلے اور علاقے کی اپنی زبان ہے۔ خاص طور پر دیہات میں مقامی زبانوں میں ترجمہ لازماً کرنا پڑتا ہے۔ چنانچہ کورس کی تدریس کے ساتھ ساتھ مقامی زبان Gonja میں ترجمہ کیا جاتا رہا۔ ہر عنوان کے بیان کے دوران اور خاص طور پر آخر پر سوالات کا موقع دیا جاتا رہا۔

علاقہ کے 65 آئمہ مساجد اور اصحاب الرائے نے اس کورس سے خوب خوب استفادہ کیا اور نور احمدیت سے منور ہونے کا برملا اظہار کیا۔ یہی آئمہ اپنی اپنی بستی اور گاؤں میں اسلام احمدیت کی حقیقی تعلیم کو پھیلانے اور عمل پیرا ہونے میں مددگار ثابت ہوتے ہیں۔

حلقہ Cherponi کا امام کورس

حلقہ Cherponi کا Togo کے بارڈر کے ساتھ ساتھ ہے۔ بلکہ ملک ٹوگو کے سرحدی دیہات میں گھانا جماعت کی کوششوں سے احمدیت نفوذ پارہی ہے۔ کیونکہ اپنے ملک کے مرکز سے فاصلے کی دوری کے باعث ان کا رابطہ مشکل ہے اس لئے عموماً وہ لوگ گھانا کے ہی جماعتی پروگرامز میں شامل ہوتے ہیں۔ Cherponi جماعت کا معلم سینٹر ہے جہاں جماعت کو حال ہی میں ازسرنو بہت ہی خوبصورت مسجد کی تعمیر کی توفیق ملی ہے۔ جماعت کا ارادہ تھا کہ یہی مسجد کھلی جگہ پر مزید وسیع بنائی جائے مگر فوری طور پر مقامی انتظامیہ کی طرف سے اس کی اجازت نہ مل سکی۔ اب اس خوبصورت مسجد کی تعمیر کے بعد انتظامیہ نادم ہے کہ اتنی خوبصورت عمارت کو کیوں نمایاں ہونے کا موقع نہ دیا گیا۔

یہاں کے نواحمدی چیف امام مکرم الحاج عبدالرحمٰن صاحب بارڈر کے دونوں طرف صاحب اثر ورسوخ ہیں۔ گزشتہ دنوں مسجد احمدیہ کی تعمیر کے لئے ٹوگو (Togo) ریڈیو پر وقارعمل کا اعلان کیا گیا تو بکثرت احباب جماعت وقارعمل میں شامل ہوتے رہے۔

اس حلقہ کے نواحمدی آئمہ مساجد کا ریفریشر کورس 19 تا 22/مارچ 2006ء کو Cherponi احمدیہ مسجد میں منعقد ہوا۔ حاضرین کے بیٹھنے کے لئے کرسیوں کا انتظام کیا گیا تھا۔ تمام اختلافی مسائل اور چندہ جات کے نظام کا سیر حاصل تعارف ہوا۔ ساتھ ساتھ مقامی زبان Chekosi میں ترجمہ بھی کیا جاتا رہا۔ حاضرین کے سوالات کے لئے کھلا وقت دیا گیا۔ 64 آئمہ مساجد کو کورس میں شمولیت کی توفیق ملی۔

یہ حلقہ جماعتی لحاظ سے نیا ہے مگر چندہ دہندگان کی تعداد کے لحاظ سے باقی حلقہ جات سے آگے نکل گیا ہے۔ الحمدللہ علی ذالک

تدریس کے فرائض مکرم حافظ جبرئیل سعید صاحب نائب امیر اور خاکسار مظفر احمد درّانی مبلغ سلسلہ نے سرانجام دیئے۔ محترم حافظ صاحب اسی غرض سے کماسی (Kumasi) سے تشریف لائے تھے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کورسز کے بہت اچھے نتائج ظاہر ہورہے ہیں۔ جماعتیں منظم ہورہی ہیں۔ عقائد راسخ ہورہے ہیں۔ جماعت کی تعداد، اموال اور اثر ورسوخ میں اضافہ ہورہا ہے۔

قارئین کرام سے ان پروگراموں میں نمایاں کامیابی اور دُوررس نتائج کے لئے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے کہ مولا کریم تمام نئے آنے والوں کو جماعت کا فعال حصہ بنادے اور بہتوں کی ہدایت کا موجب بنائے۔

DEAN MANSON SOLICITORS
We specialise in Immigration & Nationality law; Commercial, Media & Entertainment, Conveyancing, Employment, Family & Ancillary Proceedings, Criminal & Civil Litigation
CONTACT
MUZAFFAR MANSOOR & EJAZ BAIG
243-245 MITCHIM ROAD-TOOTING, LONDON SW17 9JQ
TEL: 020 8767 5000 — FAX: 020 8767 0456
EMAIL: info@dmansonsolicitors.com

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,, Wills & Probate, Criminal Litigation .
Contact:
Anas A.Khan, John Thompson Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Mobile: 0780-3298065 Fax: 020 8871 9398

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
قائم شدہ 1952
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز ربوہ
ریلوے روڈ 6214750 6214760
اقصیٰ روڈ 6212515 6215455
پروپرائٹر۔ میاں حنیف احمد کامران
Mobile: 0300-7703500

خطبہ جمعہ

آج امت مسلمہ جس دور سے گزر رہی ہے اور مسلمان ممالک جن پریشانیوں میں مبتلا ہیں اس کا حل سوائے دعا کے اور کچھ نہیں اور دعا کے اس محفوظ قلعہ میں آج احمدی کے سوا اور کوئی نہیں

پس امت مسلمہ کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اندرونی اور بیرونی فتنوں سے نجات دے۔ اللہ تعالیٰ اس دنیا سے ظلم ختم کرے اور انسان اپنے پیدا کرنے والے خدا کی طرف رجوع کرے

اپنے لئے بھی اور جماعت کے لئے بھی بہت دعا کریں۔اللہ تعالیٰ احمدیت کے مخالفین اور دشمنوں کو ناکام و نامراد کرے۔

(قرآن مجید اور حضرت اقدس مسیح موعودعلیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے دعا کی اہمیت اور اس کی تاثیرات و برکات کا ذکر اور دعاؤں کی خصوصی تحریک

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ 11 ؍اگست 2006ء بمطابق 11؍اگست 1385ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح ،لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

﴿هُوَالْحَيُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّاهُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾

(المومن :66)

﴿ اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ءَ اِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ﴾ (سورة النمل آیت :63)

اللہ تعالیٰ کی ایک صفت مجیب ہے جس کے معنے ہیں دعا کو سننے والا یا ایسی ہستی جس سے جب سوال کیا جائے اور دعا مانگی جائے تو عطا کرتا ہے، نوازتا ہے، قبول کرتا ہے۔ پس یہ اسلام کا خدا ہے جو ہمیشہ سے زندہ ہے اور زندگی بخش ہے، جو مضطر کی دعاؤں کو سن کر اپنے وجود کا ثبوت دیتا ہے۔ ہم خوش قسمت ہیں کہ ہم اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننے والے ہیں جس نے ہمیں اس خدا کی پہچان کروائی۔ جو ہمیں مایوسیوں کی گہری کھائیوں سے نکال کر امیدوں کی روشنی عطا فرماتا ہے اور پھر صفت مجیب کا مزید فہم و ادراک عطا کرتے ہوئے اپنے انعامات اور فضلوں کو حاصل کرنے کے لئے وہ راستے دکھاتا ہے جو اس کے قرب کو حاصل کرنے والے اور اس کی بلندیوں پر لے جانے والے ہیں۔ پھر ہماری یہ بھی خوش قسمتی ہے کہ ہم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس غلام صادق کی جماعت میں شامل ہیں جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کے طفیل ان راستوں کو دوبارہ صاف کر کے، ان راہوں پر ہمیں ڈالا جس سے ہم اللہ تعالیٰ کی صفات کا صحیح فہم و ادراک حاصل کرنے والے بنیں اور اس طرف ہمیں توجہ پیدا ہو۔ اس نے ہمیں بتایا کہ اسلام کا خدا وہ خدا ہے جو سنتا بھی ہے اور بولتا بھی ہے۔ دعا مانگو تو جواب بھی دیتا ہے۔ آپؑ نے دنیا کو یہ چیلنج دیا کہ آؤ اس زندہ خدا کی پہچان مجھ سے حاصل کرو کیونکہ اس زمانہ میں اس کی پہچان کروانے والا اور اس کو دکھانے والا میں ہوں۔ آپؑ فرماتے ہیں:۔

”ہمارا زندہ حی و قیوم خدا ہم سے انسان کی طرح باتیں کرتا ہے ہم ایک بات پوچھتے ہیں اور دعا کرتے ہیں تو قدرت کے بھرے ہوئے الفاظ کے ساتھ جواب دیتا ہے دعائیں قبول کرتا ہے اور قبول کرنے کی اطلاع دیتا ہے“۔

پس اس زمانے میں ہمیں زمانے کے امام کے ساتھ جڑ کر دعاؤں کی قبولیت کا بھی فہم و ادراک حاصل ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے کلام کو سمجھنے کا بھی فہم حاصل ہوا۔ اور اللہ تعالیٰ کی صفات کو سمجھنے کا بھی ادراک حاصل ہوا کیونکہ زمانے کے امام کے ساتھ چمٹنے سے اللہ تعالیٰ ان ماننے والوں کو بھی ہر ایک کے اپنے تعلق کے معیار کے مطابق جو اس کا خدا تعالیٰ سے ہے، اپنی صفات کے جلوے دکھاتا ہے۔ پس قرآن کریم کا یہ دعویٰ صرف دعویٰ نہیں کہ اسلام کا خدا زندہ خدا ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں، پس اسی کے لئے دین کو خالص کرتے ہوئے اسے پکارو، کامل تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے بلکہ عملاً اس کے نمونے بھی دکھاتا ہے۔ پس اس اعلان سے اگر فائدہ اٹھانا ہے تو اس شرط پر عمل کرنا ہوگا کہ صرف اور صرف وہی معبود ہو اور اس کو حاصل کرنے کے لئے باقی سب کچھ چھوڑنا ہوگا۔ اور جب دنیا کے تمام ذرائع خدا کے مقابلے پر ہیچ سمجھ کر چھوڑیں گے اور خالصۃً اسی کے ہو کر اس کو پکاریں گے پھر وہ ان پکارنے والوں کی پکار سنے گا، نوازے گا اور قبول کرے گا۔ ہمیشہ ہمارے ذہن میں دعا کرتے ہوئے یہ بات ہونی چاہئے کہ وہ ایک ہی ہمارا رب ہے۔ جب اس نے بغیر مانگے ہمارے لئے اتنے انتظامات کئے ہوئے ہیں تو جب ہم خالص ہو کر اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے اس کی عبادت کریں گے، اس کے احکامات پر عمل کریں گے تو کس قدر وہ پیارا خدا جو اپنے بندوں سے بے انتہا پیار کرتا ہے، ہماری طرف توجہ کرتے ہوئے اپنے انعاموں اور فضلوں سے ہمیں نوازے گا۔ اللہ تعالیٰ نے تو خود کہہ دیا ہے کہ میں دعائیں سنتا ہوں، مجھے پکارو تا کہ میں تمہاری سنوں تو پھر کس قدر بد قسمتی ہے کہ ہم ضرورت کے وقت دوسری چیزوں پر زیادہ انحصار کریں، دوسروں پر زیادہ انحصار کریں اور اپنے پیارے رب کو پکارنے کی طرف کم توجہ ہو۔

دوسری آیت جو مَیں نے تلاوت کی ہے اس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، یا پھر وہ کون ہے جو بے قرار کی دعا کو قبول کرتا ہے، جب وہ اسے پکارے اور تکلیف دور کر دیتا ہے اور تمہیں زمین کے وارث بناتا ہے۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے؟ بہت کم ہے جو تم نصیحت پکڑتے ہو۔

اس میں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے وجود کی سب سے بڑی دلیل یہ دی ہے کہ اس کی طاقتیں لامحدود ہیں صرف اور صرف وہی ذات ہے جو بے قرار کی دعا کو سنتا ہے۔ لیکن پھر بھی اکثر لوگ اس بات کو بھول کر اس طرف جھکتے ہیں، اُن کو خدا سے زیادہ اہمیت دیتے ہیں جو خدا کی مخلوق ہیں۔ پس یہ اعلان ہی اصل میں اسلام کی بنیاد ہے کہ مجھے پکارو، میں سنوں گا۔ اور ایمان میں مضبوطی تبھی پیدا ہوتی ہے جب ایک سچا مسلمان

اس بات کا خود تجربہ کرتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے شرائط رکھی ہیں۔ اس نے بھی بندوں کو کچھ راستے دکھائے ہیں کہ ان پر چل کر میرے پاس آؤ۔ تو ان راستوں کو اختیار کرنا بھی ضروری ہے۔ تبھی وہ ہمیں زمین کے وارث بنائے گا۔ اور جیسا کہ میں نے کہا کہ اس زمانے میں ان راستوں کی واضح پہچان ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کروائی ہے۔ پس اس تعلیم پر مکمل طور پر عمل کرنا بھی ہمارا فرض ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتائی ہے اور جس کی وضاحت اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمارے سامنے پیش فرمائی ہے۔ اپنے قرب کی پہچان اور اپنے بندوں کی پکار کو سننے کا اعلان اللہ تعالیٰ نے ایک جگہ یوں فرمایا ہے کہ ﴿وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ۔ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ﴾ لیکن فرمایا کہ تم بھی اس بات پر عمل کرو کہ ﴿فَلْیَسْتَجِیْبُوْالِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّھُمْ یَرْشُدُوْنَ﴾ (البقرۃ: 187) یعنی چاہئے کہ وہ بھی میری عبادت کریں۔ اللہ کے بندے بھی میری عبادت کریں، میری بات پر لبیک کہیں اور مجھ پر ایمان لائیں تا کہ وہ ہدایت پائیں۔ پس دعاؤں کی قبولیت کے لئے ایسا ایمان ضروری شرط ہے جو تمام دنیاوی ذریعوں کو پیچھے پھینک دے اور اللہ تعالیٰ پر مضبوط ایمان ہو، اس کے احکامات پر مکمل عمل ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:۔

''پس چاہئے کہ اپنے تئیں ایسا بناویں کہ میں ان سے ہم کلام ہوسکوں۔ اور مجھ پر کامل ایمان لاویں۔ تا کہ ان کو میری راہ ملے''۔ (لیکچر لاہور۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 159)

اور جب یہ کامل ایمان پیدا ہو جائے تو پھر اس بندے کے لئے جو بہترین ہو (کیونکہ بندہ غیب کا علم نہیں جانتا، اللہ تعالیٰ جو بہترین سمجھتا ہے) اس کے مطابق اسے نوازتا ہے۔ ضروری نہیں ہوتا کہ ہر دعا اسی رنگ میں پوری ہو جائے۔ اللہ بہتر جانتا ہے کہ بندے کے لئے کیا بہتر ہے۔ بہرحال جب انسان دعا کرتا ہے اور خالص ہو کر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ سنتا ہے۔ اور یہی دعا ہی ہے جس سے پھر خدا تعالیٰ کی پہچان ہوتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:۔

''سچ تو یہ ہے کہ ہمارا خدا تو دعاؤں ہی سے پہچانا جاتا ہے۔ دنیا میں جس قدر قومیں ہیں، کسی قوم نے ایسا خدا نہیں مانا جو جواب دیتا ہو اور دعاؤں کو سنتا ہو۔ کیا ایک ہندو ایک پتھر کے سامنے بیٹھ کر یا درخت کے آگے کھڑا ہو کر یا بیل کے رُوبرو ہاتھ جوڑ کر کہہ سکتا ہے کہ میرا خدا ایسا ہے کہ میں اس سے دعا کروں تو یہ مجھے جواب دیتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ کیا ایک عیسائی کہہ سکتا ہے کہ میں نے یسوع کو خدا مانا ہے وہ میری دعا کو سنتا ہے اور اس کا جواب دیتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ بولنے والا خدا صرف ایک ہی ہے جو اسلام کا خدا ہے، جو قرآن نے پیش کیا ہے، جس نے کہا ﴿اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ﴾ (المومن: 61) تم مجھے پکارو میں تم کو جواب دوں گا۔ اور یہ بالکل سچی بات ہے۔ کوئی ہو جو ایک عرصہ تک سچی نیت اور صفائی قلب کے ساتھ اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتا ہو۔ وہ مجاہدہ کرے اور دعاؤں میں لگا رہے آخر اس کی دعاؤں کا جواب اسے ضرور دیا جاوے گا۔

قرآن شریف میں ایک مقام پر ان لوگوں کے لئے جو گوسالہ پرستی کرتے ہیں اور گوسالہ کو خدا بناتے ہیں آیا ہے۔ ﴿اَلَّا یَرْجِعُ اِلَیْھِمْ قَوْلاً﴾ (طٰہٰ: 90) کہ وہ ان کی بات کا کوئی جواب ان کو نہیں دیتا۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جو خدا بولتے نہیں ہیں وہ گوسالہ ہی ہیں۔''

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 147-148 جدید ایڈیشن)

اپنے ایمان کو مضبوط کرنے کے لئے اور اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں دعا سکھائی ہے اور نہ صرف اپنے ایمان کی مضبوطی کے لئے بلکہ اپنی نسلوں کے ایمان کے لئے بھی تا کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان اور اس کے آگے جھکے رہنے اور اس سے مانگنے کا یہ سلسلہ نسلاً بعد نسلٍ چلتا رہے۔ اور اس کی اہمیت کے پیش نظر ہم دعائیں بھی کرتے ہیں۔ نماز میں التحیات میں بیٹھے ہوئے، درود شریف کے بعد، اس میں بھی آنحضرت ﷺ نے یہ دعا کی ہے کہ ﴿رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ رَبَّنَا وَ تَقَبَّلْ دُعَآءِ﴾ (ابراھیم: 41) کہ اے میرے رب مجھے نماز قائم کرنے والا بنا اور میری نسلوں کو بھی۔ اے ہمارے رب اور میری دعا قبول کر۔ پس جب ایک درد کے ساتھ ہم یہ دعا ہمیشہ مانگتے رہیں گے۔ نہ کہ صرف ان دعاؤں کی طرف توجہ رہے گی جو کسی خاص مقصد کے حصول کے لئے ہی اللہ کے حضور مضطر بن کر مانگی جاتی ہیں۔ تو یہ بات ہمارے ایمان میں اضافے کا باعث بنے گی۔ اور پھر اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرنے والا بنائے گی۔ اور وہ مجیب خدا اس وقت اس دعا کی وجہ سے جو خالصۃً اس کی رضا کے حصول کے لئے کی جا رہی ہوگی، دوسری دعاؤں کو بھی قبول فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس دعا کا صحیح فہم و ادراک ہمیں عطا فرمائے اور آخرین کے امام کو مان کر ایمان میں ترقی کی جو ایک روح ہم میں دوبارہ پیدا ہوئی ہے وہ بڑھتی چلی جائے۔ اور وہ مجیب خدا ہماری دعاؤں کو سنتے ہوئے ہمیشہ اس جماعت کو نماز قائم کرنے والوں کی جماعت بنائے رکھے۔

پھر اس بات کے ساتھ کہ مضبوط ایمان ہو، اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل ہو، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے سے دعائیں مانگو اور خالص ہو کر مانگو۔ اس کے ساتھ یہ بھی بتا دیا کہ مختلف دعائیں مانگنے کے طریقے کیا ہیں؟ فرمایا کہ وہ طریقے یہ ہیں کہ جو میری مختلف صفات ہیں ان کے حوالے سے اپنی مختلف قسم کی جو ضروریات ہیں ان کے لئے دعا مانگو۔ یہ بات بندے اور خدا کے تعلق کو مزید قرب دلانے والی ہوگی، قریب کرنے والی ہوگی، ایمان میں بڑھانے والی ہوگی اور قبولیت دعا کا ذریعہ بنے گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ﴿وَلِلّٰہِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی فَادْعُوْہُ بِھَا﴾ (الاعراف: 181) اور اللہ ہی کے سب خوبصورت نام ہیں پس ان ناموں سے اسے پکارا کرو۔

اس مجیب خدا نے مختلف جگہوں پر دعا کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے اور اس کے سلیقے اور طریقے بھی سکھائے ہیں جن پر ہم میں سے ہر ایک کو عمل کرنا چاہئے کیونکہ اسی میں ہماری بقا ہے۔ اللہ تعالیٰ کس طرح ہمیں نوازنا چاہتا ہے۔ یہ بڑی بدقسمتی کی بات ہوگی کہ وہ تو ہمیں نوازنا چاہتا ہے لیکن ہم اس مجیب خدا کو نہ پکاریں بلکہ دوسروں کی طرف ہماری توجہ ہو اور پھر نہ پکار کر اس کے انعاموں سے محروم رہیں۔ خدا تعالیٰ تو اپنی مخلوق سے پیار کی وجہ سے ہمیں یہ راستے دکھاتا ہے۔ ورنہ اس کو ہماری پکار اور ہماری دعاؤں کی ضرورت تو نہیں ہے۔ بندہ ہے جس کو خدا سے تعلق کی، اس کی مدد کی ضرورت ہے، اس کو پکارنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ﴿قُلْ مَایَعْبَؤُا بِکُمْ رَبِّیْ لَوْ لَا دُعَآؤُکُمْ﴾ (سورۃ الفرقان آیت: 78) تو کہہ دے کہ اگر تمہاری دعا نہ ہوتی تو میرا رب تمہاری کوئی پرواہ نہ کرتا۔ پس اللہ کو بھی ان لوگوں کی پرواہ ہے جو دعا کرنے والے ہیں۔ پس اگر اللہ تعالیٰ کا پیار حاصل کرنا ہے تو ہر چیز کے حصول کے لئے اسی خدا کو پکارنے کی ضرورت ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ اگر تمہیں جوتی کا ایک تسمہ بھی چاہئے تو اس خدا سے مانگو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی انہیں الفاظ میں الہام ہوا تھا اور نظارہ دکھایا گیا تھا کہ بھیڑوں کی ایک لائن ہے جو زمین پر لیٹی ہوئی ہیں اور ایک شخص ان پر چھری پھیرتا چلا جاتا ہے اور ساتھ یہ کہتا ہے کہ تم تو بے حیثیت بھیڑیں ہی ہو، تمہاری حیثیت تو کوئی نہیں۔ پس یہ الہام بھی ہمیں اس بات کی طرف توجہ دلانے کے لئے ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ مانگتے رہنے والے ہوں اور اس امام سے جڑے رہتے ہوئے، اس کی تعلیم پر عمل کرتے ہوئے اس مجیب خدا کو پکارنے والے بنیں اور اس پر کامل ایمان لا کر اس کے حکموں پر عمل کریں اور ان لوگوں میں سے نہ بنیں جو مشکل کے وقت تو اپنے رب کو پکارتے ہیں اور آسانی اور آسائش میں بھول جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب تم لوگ سمندر میں، پانی میں پھنسے ہوتے ہو تو پکارتے ہو، آہ و زاری کرتے ہو۔ جب وہ تمہیں خشکی میں لے آتا ہے تو پھر تم بھول جاتے ہو کہ خدا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:۔

''یاد رکھو کہ یہ اسلام کا فخر اور ناز ہے کہ اس میں دعا کی تعلیم ہے۔ اس میں کبھی سستی نہ کرو اور نہ اس سے تھکو۔ پھر دعا خدا تعالیٰ کی ہستی کا زبردست ثبوت ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ ایک جگہ فرماتا ہے ﴿وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ۔ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ﴾ (البقرۃ: 187) یعنی جب میرے بندے تجھ سے سوال کریں کہ خدا کہاں ہے اور اس کا کیا ثبوت ہے؟ تو کہہ دو کہ وہ بہت ہی قریب ہے۔ اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ جب کوئی دعا کرنے والا مجھے پکارتا ہے تو میں اُسے جواب دیتا ہوں۔ یہ جواب کبھی رؤیا صالحہ کے ذریعہ ملتا ہے اور کبھی کشف اور الہام کے واسطے سے۔ اور علاوہ بریں دعاؤں کے ذریعہ خدا تعالیٰ کی قدرتوں اور طاقتوں کا اظہار ہوتا ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایسا قادر ہے کہ مشکلات کو حل کر دیتا ہے۔''

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 207 جدید ایڈیشن)

پھر آپؑ نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:۔

''اگر تم لوگ چاہتے ہو کہ خیریت سے رہو اور تمہارے گھروں میں امن رہے تو مناسب ہے کہ دعائیں بہت کرو اور اپنے گھروں کو دعاؤں سے پُر کرو۔ جس گھر میں ہمیشہ دعا ہوتی ہے خدا تعالیٰ اسے برباد نہیں کیا کرتا۔ لیکن جو سستی میں زندگی بسر کرتا ہے اسے آخر فرشتے بیدار کرتے ہیں۔ اگر تم ہر وقت اللہ تعالیٰ کو یاد رکھو گے تو یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ بہت پکا ہے، وہ کبھی تم سے ایسا سلوک نہ کرے گا جیسا کہ فاسق فاجر سے کرتا ہے''۔ (ملفوظات جلد سوم صفحہ 232 جدید ایڈیشن)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

''دعا کرتے وقت بے دلی اور گھبراہٹ سے کام نہیں لینا چاہئے اور جلدی ہی تھک کر نہیں بیٹھنا چاہئے بلکہ اس وقت تک ہٹنا نہیں چاہئے جب تک دعا اپنا پورا اثر نہ دکھائے۔ جو لوگ تھک جاتے اور گھبرا جاتے ہیں وہ غلطی کرتے ہیں کیونکہ یہ محروم رہ جانے کی نشانی ہے۔ میرے نزدیک دعا بہت عمدہ چیز ہے اور میں اپنے تجربہ سے کہتا ہوں، خیالی بات نہیں۔ جو مشکل کسی تدبیر سے حل نہ ہوتی ہو اللہ تعالیٰ دعا کے ذریعہ اسے آسان کر دیتا ہے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ دعا بڑی زبردست اثر والی چیز ہے۔ بیماری سے شفا اس کے

ذریعہ سے ملتی ہے۔ دنیا کی تنگیاں مشکلات اس سے دور ہوتی ہیں۔ دشمنوں کے منصوبے سے یہ بچا لیتی ہے۔ اور وہ کیا چیز ہے جو دعا سے حاصل نہیں ہوتی۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ انسان کو پاک یہ کرتی ہے۔ اور خدا تعالیٰ پر زندہ ایمان یہ بخشتی ہے۔ بڑا ہی خوش قسمت وہ شخص ہے جس کو دعا پر ایمان ہے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی عجیب در عجیب قدرتوں کو دیکھتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کو دیکھ کر ایمان لاتا ہے کہ وہ قادر کریم خدا ہے۔"

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ205جدید ایڈیشن)

پھر ایک جگہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ:۔

"دعا ایک زبردست طاقت ہے جس سے بڑے بڑے مشکل مقام حل ہوجاتے ہیں اور دشوار گزار منزلوں کو انسان بڑی آسانی سے طے کر لیتا ہے۔ کیونکہ دعا اس فیض اور قوت کو جذب کرنے والی ہے جو اللہ تعالیٰ سے آتی ہے۔ جو شخص کثرت سے دعاؤں میں لگا رہتا ہے وہ آخر اس فیض کو کھینچ لیتا ہے اور خدا تعالیٰ سے تائید یافتہ ہو کر اپنے مقاصد کو پا لیتا ہے۔ ہاں نری دعا خدا تعالیٰ کا منشاء نہیں ہے بلکہ اوّل تمام مساعی اور مجاہدات کو کام میں لائے۔" یعنی کوشش کرنا ضروری ہے۔ عمل بھی کرنا ضروری ہے" اور اس کے ساتھ دعا سے کام لے، اسباب سے کام لے۔ اسباب سے کام نہ لینا اور نری دعا سے کام لینا یہ آداب دعا سے ناواقفی ہے اور خدا تعالیٰ کو آزمانا ہے۔ اور نرے اسباب پر گر رہنا" صرف دنیاوی کوششیں کرتے رہنا" اور دعا کو لاشی محض سمجھنا یہ دہریت ہے۔" یعنی خدا تعالیٰ کا انکار ہے، مذہب سے دوری ہے۔ "یقیناً سمجھو کہ دعا بڑی دولت ہے۔ جو شخص دعا کو نہیں چھوڑتا اس کے دین اور دنیا پر آفت نہ آئے گی۔ وہ ایک ایسے قلعہ میں محفوظ ہے جس کے اردگرد مسلح سپاہی ہر وقت حفاظت کرتے ہیں۔ لیکن جو دعاؤں سے لاپروا ہے وہ اس شخص کی طرح ہے جو خود بے ہتھیار ہے اور اس پر کمزور بھی ہے اور پھر ایسے جنگل میں ہے جو درندوں اور موذی جانوروں سے بھرا ہوا ہے۔ وہ سمجھ سکتا ہے کہ اس کی خیر ہرگز نہیں ہے۔ ایک لمحہ میں وہ موذی جانوروں کا شکار ہو جائے گا اور اس کی ہڈی بوٹی نظر نہ آئے گی۔ اس لئے یاد رکھو کہ انسان کی بڑی سعادت اور اس کی حفاظت کا اصل ذریعہ ہی یہی دعا ہے۔ یہی دعا اس کے لئے پناہ ہے اگر وہ ہر وقت اس میں لگا رہے۔"

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ148-149جدید ایڈیشن)

پس ہم خوش قسمت ہیں، جیسے کہ مَیں نے کہا، کہ زمانے کے امام نے دعا کی فلاسفی کو کھول کر ہمارے سامنے رکھا اور واضح فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی صفت مجیب کا صحیح فہم و ادراک عطا فرمایا۔ پس آج ہم نے نہ صرف اپنی بقا کے لئے، اپنی ذات کی بقا کے لئے، اپنے خاندان کی بقا کے لئے، جماعت احمدیہ کی ترقیات کے لئے دعاؤں کی طرف توجہ دینی ہے بلکہ امت مسلمہ اور اس سے بھی آگے بڑھ کر پوری انسانیت کی بقا کے لئے دعاؤں کی طرف توجہ کرنی ہے جس کی آج بہت ضرورت ہے۔ پس ہر احمدی کو ان دنوں میں (ان دنوں سے میری مراد ہے ہمیشہ ہی) اور آج کل خاص طور پر جب حالات بڑے بگڑ رہے ہیں، بہت زیادہ اپنے رب کے حضور جھک کر دعائیں کرنی چاہئیں۔ مضطر کی طرح اسے پکاریں۔ بے قرار ہو کر اسے پکاریں۔ آج امت مسلمہ جس دور سے گزر رہی ہے اور مسلمان ممالک جن پریشانیوں میں مبتلا ہیں اس کا حل سوائے دعا کے اور کچھ نہیں۔ اور دعا کے اس محفوظ قلعے میں جس کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ذکر فرمایا آج احمدی کے سوا اور کوئی نہیں۔ پس امت مسلمہ کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اندرونی اور بیرونی فتنوں سے نجات دے۔ ان کو اس پیغام کو سمجھنے کی توفیق دے جو آج سے چودہ سو سال پہلے آنحضرت ﷺ نے مسلم امت کو دیا تھا۔ یہ بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس دنیا سے ظلم ختم کرے۔ انسان اپنے پیدا کرنے والے خدا کی طرف رجوع کرے۔ اسے پہچان کر اپنی ضدوں اور اناؤں کے جال سے باہر نکلے۔ خدا تعالیٰ کی ناراضگی اور غضب کو آواز نہ دے بلکہ اس کی طرف جھکے۔ اللہ تعالیٰ کے اس پیغام کو سمجھنے والا ہو، اس بات کو سمجھنے والا ہو کہ میری طرف آؤ، خالص ہو کر مجھے پکارو تا کہ میں تمہاری دعاؤں کو سن کر اس دنیا کو جس کو تم سب کچھ سمجھتے ہو، جو کہ حقیقت میں عارضی اور چند روزہ ہے، تمہارے لئے امن کا گہوارہ بنا دوں تا کہ پھر نیک اعمال کی وجہ سے تم لوگ میری دائمی جنت کے وارث بنو۔

جیسا کہ مَیں نے کہا ہم احمدی تو صرف دعا ہی کر سکتے ہیں اور درد دل کے ساتھ ظالم اور مظلوم دونوں کے لئے دعا کر سکتے ہیں اور اپنے خدا سے یہ عرض کرتے ہیں کہ اے اللہ اس امت پر رحم فرما اور اپنے پیارے نبی ﷺ کی طرف منسوب ہونے کے صدقے رحم فرماتے ہوئے ان لوگوں کو عقل اور سمجھ عطا فرما، ان کو دوست اور دشمن کی پہچان کی توفیق عطا فرما، ان کو اس زمانے کے امام کو پہچاننے کی توفیق عطا فرما۔

پھر جیسا کہ مَیں نے کہا اس دنیا کے لئے، انسانیت کے لئے بھی دعا کریں۔ دنیا بڑی تیزی سے اپنی اناؤں اور ضدوں کی وجہ سے تباہی کے گڑھے کی طرف جا رہی ہے۔ اپنے خدا کو بھلا چکی ہے اور نتیجۃً اللہ تعالیٰ کے غضب کو آواز دے رہی ہے۔ ظلم اتنا بڑھ چکا ہے کہ اسے انصاف کا نام دیا جا رہا ہے، اللہ ہی ان لوگوں پر رحم کرے۔

پہلے بھی مَیں نے کہا ہے اپنے لئے بھی اور جماعت کے لئے بھی بہت دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ احمدیت کے مخالفین اور دشمنوں کو ناکام و نامراد کر دے۔ جیسا کہ ہمیشہ سے الٰہی جماعتوں سے ہوتا آیا ہے کہ مخالفتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے، یہ تو چلتا چلا جائے گا اور یہ ہوتا رہا ہے تبھی ترقیات بھی ہوتی ہیں۔ یہ بھی ایک سچائی کی دلیل ہے کہ جب دلیل دوسرے کے پاس نہ ہو تو پھر وہ سختیاں کرتا ہے۔ تو ان مخالفتوں سے نہ تو احمدی ڈرتے ہیں اور نہ انشاء اللہ ڈریں گے۔ یہی چیز ایمان میں ترقی اور جماعت کی ترقی کا باعث بنتی ہے اور یہ مخالفتیں ہمیشہ کھاد کا کام دیتی ہیں لیکن اس مخالفت کی وجہ سے مخالفین کا جو بد انجام ہونا ہے، انسانی ہمدردی کے ناطے ہم ایسے لوگوں کے لئے بھی دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو عقل دے اور یہ اپنے بد انجام سے پہلے اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرتے ہوئے اس سے بچ سکیں۔ اور اپنے لئے بھی یہ دعا کرنی چاہئے کہ ہماری کوتاہیوں اور غلطیوں کی وجہ سے ہم اللہ تعالیٰ کے ان انعاموں سے محروم نہ رہ جائیں جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے مقدر فرمائے ہوئے ہیں۔ دشمن کا ہر شر اور ہر کوشش ہمارے ایمان میں ترقی اور خیر کے سامان لانے والی ہو۔ ہم میں سے ہر ایک استقامت دکھانے والا ہو۔ ہماری نیک تمنائیں ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے قبولیت کا درجہ پانے والی ہوں اور اس کی وجہ سے ہم اللہ تعالیٰ کا پیار حاصل کرنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی تمام ان نیک صفات کی پناہ میں لے لے جن کا ہمیں علم ہے یا نہیں اور اپنی مخلوق کے ہر شر سے ہمیں بچائے۔ آمین

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ ثانیہ کے دوران فرمایا:۔

ایک دعا کے لئے بھی مَیں کہنا چاہتا ہوں۔ پروگرام کے مطابق اس ہفتے میں امریکہ کے سفر کا انشاء اللہ تعالیٰ ارادہ ہے، لیکن ائیرپورٹس پر کل کے جو واقعات ہوئے ہیں، ان کی وجہ سے بعض لوگوں کو بڑی فکر بھی ہے۔ تو بہرحال دعا کریں، ہمارا تو ہر کام میں دعا پر انحصار ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اگر بابرکت سفر ہوگا تو انشاء اللہ تعالیٰ جو بھی روکیں ہوں گی اللہ تعالیٰ دور فرما دے گا۔ اور ہر لحاظ سے بابرکت ہونے کے لئے دعا کریں۔ کسی قسم کی کوئی ایسی بات نہ ہو جو شماتتِ اعداء کا باعث بنے۔ امریکہ والے بھی سوچ سمجھ کر جذبات سے بالا ہو کر پھر مجھے مشورہ دیں۔

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی 2008ء کے لئے
دعاؤں اور عبادات کا روحانی پروگرام

1۔ ہر ماہ ایک نفلی روزہ رکھا جائے۔ جس کے لئے ہر قصبہ، شہر یا محلّہ میں مہینہ کے آخری ہفتہ میں کوئی ایک دن مقامی طور پر مقرر کر لیا جائے۔

2۔ دو نفل روزانہ ادا کئے جائیں جو نماز عشاء کے بعد سے لے کر فجر سے پہلے تک یا نماز ظہر کے بعد ادا کئے جائیں۔

3۔ سورۃ فاتحہ روزانہ کم از کم سات مرتبہ پڑھیں۔

4۔ ﴿رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ﴾ (البقرۃ251)

(ترجمہ): اے ہمارے رب! ہم پر صبر نازل کر اور ہمارے قدموں کو ثبات بخش اور کافر قوم کے خلاف ہماری مدد کر۔

(روزانہ کم از کم 11مرتبہ پڑھیں)

5۔ ﴿رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً۔ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ۔﴾

(آل عمران :9)

(ترجمہ) : اے ہمارے ربّ! ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ ہونے دے بعد اس کے کہ تُو ہمیں ہدایت دے چکا ہو۔ اور ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطا کر۔ یقیناً تو ہی ہے جو بہت عطا کرنے والا ہے۔ (روزانہ کم از کم 33 مرتبہ پڑھیں)

6۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ۔

(ترجمہ): اے اللہ! ہم تجھے سپر بنا کر دشمن کے سینوں کے مقابل پر رکھتے ہیں اور ہم ان کے تمام شر اور مضر اثرات سے تیری پناہ میں آتے ہیں۔ (روزانہ کم از کم 11مرتبہ پڑھیں)

7۔ اَسْتَغْفِرُاللّٰهَ رَبِّيْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ۔

(ترجمہ): مَیں بخشش طلب کرتا ہوں اللہ سے جو میرا ربّ ہے ہر گناہ سے اور مَیں جھکتا ہوں اسی کی طرف۔

(روزانہ کم از کم 33مرتبہ پڑھیں)

8۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ۔

(ترجمہ): اللہ تعالیٰ پاک ہے اپنی حمد کے ساتھ پاک ہے، اور بہت عظمت والا ہے اے اللہ رحمتیں بھیج محمد ﷺ پر اور آپ کی آل پر۔ (روزانہ کم از کم 33مرتبہ پڑھیں)

9۔ درود شریف روزانہ کم از کم 33مرتبہ پڑھیں۔

احمدیت کا وہ رنگ
جو ہم نے ہمیشہ قائم رکھنا ہے۔ انشاء اللہ

(خالد سیف اللہ خان ۔ آسٹریلیا)

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے ایک خطبہ جمعہ میں ارشاد فرمایا ہے کہ احمدی خواہ کسی قوم و ملک کے ہوں انہیں چاہئے کہ ان سب پر احمدیت کا ایک ہی رنگ چڑھا ہوا ہو۔

یہ امر اتنا اہم ہے کہ ہم سب کے غور و فکر کا متقاضی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کوئی بھی مذہب یا فرقہ جب بین الاقوامی حیثیت اختیار کرتا ہے تو ہر ملک و قوم کے افراد اپنا اپنا مخصوص سماجی، اخلاقی اور روحانی رنگ اور رسم و رواج اور سوچ کے انداز ساتھ لے کر آتے ہیں۔ آہستہ آہستہ وقت کے ساتھ ان کے مذہبی رسومات اور عقائد تک ہر جگہ پر مختلف ہو جاتے ہیں۔ عیسائیت، بدھ مت اور یہودیت وغیرہ کے حالات پر غور کر کے یہ بات واضح ہو جاتی ہے۔ خود مسلمانوں کے فرقے بھی بے شمار بدعات کا شکار ہو چکے ہیں جن کی فہرست خاصی لمبی ہے۔

ہر کلچر میں بعض باتیں اچھی ہوتی ہیں جن کو اختیار کر لینے کا آنحضرت ﷺ نے حکم دے رکھا ہے۔ چنانچہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ: حکمت اور دانائی کی بات تو مومن کی اپنی ہی کھوئی ہوئی چیز ہوتی ہے اُسے چاہئے کہ جہاں بھی اُسے پائے لے لے کیونکہ وہی اس کا بہتر حقدار ہے“۔

(ترمذی۔ چالیس جواہر پارے از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ صفحہ115)

مغربی معاشرہ میں ایسی کئی باتیں ہیں جن کا قرآن و حدیث میں ذکر ہے لیکن مسلمانوں نے ان کو بھلا دیا ہے یا بگاڑ دیا ہے۔ مثلاً اُن کی مذہبی آزادی ہے جس کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی تعریف فرمائی ہے۔ پھر انسانیت کا اکرام اور اس کے حقوق ہیں۔ پھر علم کی جستجو اور ترویج غرباء، کمزوروں، بوڑھوں، بیکاروں، بیماروں اور طالبعلموں وغیرہ کی دیکھ بھال کے لئے سوشل سیکیورٹی کا انتظام، عہد اور وعدوں کا پاس وغیرہ یہ سب دراصل ہم مسلمانوں ہی کی میراث ہیں۔ ہمیں اپنانے میں کوئی حجاب نہیں ہونا چاہئے۔ ان کی زبانیں بھی سیکھنی چاہئیں اور لباس اپنانے میں بھی کوئی حرج نہیں اگر وہ سردی گرمی سے بچاؤ اور زینت کا موجب ہو اور حیا کے تقاضے پورا کرتا ہو۔ ان کے حلال کھانے بھی خدا نے ہمارے لئے جائز قرار دے رکھے ہیں۔ لیکن ان کی جو باتیں خدا اور رسولؐ کی تعلیم کے برخلاف ہیں اور ایمان کے لئے سم قاتل ہیں ہم پابند ہیں کہ ہم ان سے ہر سماجی دباؤ کے باوجود مجتنب رہیں۔ ہم ایسی باتوں کے قریب بھی نہیں پھٹک سکتے ورنہ ہم خدا کی نظروں میں مومن نہیں رہ سکتے۔ ہم سب فیصلہ کر سکتے ہیں کہ ایسی باتیں کونسی ہیں مثلاً بے محابا جنسی آزادی، جنسی اختلاط، بے حیائی خواہ لباس میں ہو، رسالوں، انٹرنیٹ، ٹی وی وغیرہ کی ہو یا کسی اور شکل میں۔ شراب اور دوسرے نشے، جوا، مادہ پرستی اور حد سے زیادہ حُبِ مال و جاہ، آرام طلبی و شخصی آزادی وغیرہ۔

1924ء میں جب حضرت مصلح موعودؓ نے مغربی ممالک کا سفر کیا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خادم خاص حضرت بھائی عبدالرحمٰن قادیانیؓ بھی آپ کے قافلہ میں شامل تھے۔ جب حضور نے یورپ کے مذکورہ بالا حالات کو خود دیکھا تو آپ نے غم اور درد سے بھرپور ایک خط لندن سے قادیان جماعت کے نام ارسال فرمایا۔ حضرت بھائی صاحبؓ لکھتے ہیں:۔

”خط میں آپ نے لکھا تھا کہ ہمارا فرض ہے کہ اس مصیبت کے آنے سے پہلے اس کا علاج سوچیں۔ اے قوم میں ایک نذیر کی طرح تجھے متنبہ کرتا ہوں کہ اس مصیبت کو کبھی نہ بھولنا۔ اسلام کی شکل کو کبھی نہ بدلنے دینا۔ جس خدا نے مسیح موعودؑ کو بھیجا ہے وہ ضرور کوئی راستہ نجات کا نکال دے گا۔ پس کوشش نہ چھوڑنا، نہ چھوڑنا۔ آہ! نہ چھوڑنا۔ میں کس طرح تم کو یقین دلاؤں کہ اسلام کا ہر ایک حکم ناقابل تبدیل ہے خواہ چھوٹا ہو خواہ بڑا۔ جو اس کو بدلتا ہے وہ اسلام کا دشمن ہے۔ وہ اسلام کی تبدیلی کی بنیاد رکھتا ہے۔ کاش وہ پیدا نہ ہوتا۔ یورپ کے لئے تو اسلام کا قبول کرنا مقدر ہو چکا ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم دیکھیں کہ وہ ایسی صورت سے اسلام قبول کرے کہ اسلام ہی کو نہ بدل دے“۔

(اصحاب احمد۔ جلد نہم صفحہ381)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے غیر قوموں کی نقالی سے منع فرمایا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں:۔

”خبردار!!! تم غیر قوموں کو دیکھ کر اُن کی ریس مت کرو کہ انہوں نے دنیا کے منصوبوں میں بہت ترقی کر لی ہے آؤ ہم بھی انہی کے قدم پر چلیں۔ سنو اور سمجھو کہ وہ اُس خدا سے سخت بیگانہ اور غافل ہیں جو تمہیں اپنی طرف بلاتا ہے۔ ان کا خدا کیا چیز ہے؟ صرف ایک عاجز انسان۔ اس لئے وہ غفلت میں چھوڑے گئے۔ میں تمہیں دنیا کے کسب اور حرفت سے نہیں روکتا۔ مگر تم ان لوگوں کے پیرو مت بنو جنہوں نے سب کچھ دنیا کو ہی سمجھ رکھا ہے۔ چاہئے کہ تمہارے ہر ایک کام میں خواہ دنیا کا ہو خواہ دین کا خدا سے طاقت اور توفیق مانگنے کا سلسلہ جاری رہے“۔

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ23)

احمدیت کا رنگ

خدا کے فضل سے عمومی طور پر احمدیوں کا ایک خاص رنگ ڈھنگ ہوتا ہے جس سے ناواقف لوگ بھی ہمیں پہچان لیتے ہیں۔ مثلاً چہروں پر ایک تقویٰ کا رنگ، شرافت، نمازوں کا فکر، قرآن سے محبت، ذکر الٰہی اور دعاؤں سے تر زبانیں، دیانتداری اور سچائی، باہمی محبت اور سادگی، مہمان نوازی، خدا کی راہ میں خرچ کرنے میں فراخدلی، خلیفۂ وقت سے محبت اور اطاعت نظام وغیرہ۔ یہ باتیں ایسی ہیں جو احمدیوں کو غیر احمدیوں سے ممتاز کرتی ہیں۔ کثرت و قلّت کے اعتبار سے کوئی دوسرا فرقہ ان باتوں میں خدا کے فضل سے احمدیوں کا ہم پلّہ نہیں۔ احمدی خواہ کسی رنگ و نسل یا قوم کے ہوں، سب مخلصین اسی رنگ میں رنگین نظر آتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے مومنوں کو اپنی صفات کا رنگ اپنے اوپر چڑھانے کا ارشاد فرمایا ہے۔ چنانچہ اس کی پیروی کرتے ہوئے مومن کہتے ہیں: ﴿صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً وَنَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ﴾ (البقرة: 139) اور کہو کہ ہم اللہ کا رنگ اختیار کرتے ہیں اور اللہ سے بہتر کس کا رنگ ہے۔ اور ہم اُسی کی عبادت کرنے والے ہیں۔ (یعنی اُسی کی عاجزانہ اطاعت میں اس کا رنگ اپنے اوپر چڑھانے والے ہیں)۔

حضرت مصلح موعودؓ تفسیر کبیر میں اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:۔

”صِبْغَةَ اللّٰهِ کے ایک یہ معنے ہیں کہ تم اللہ کا رنگ اختیار کرو۔ یعنی ہمیشہ صفات الٰہیہ کو اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کرو اور دیکھتے رہو کہ کیا تم صفات الٰہیہ کے مظہر بنے ہو یا نہیں بنے۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اسی غرض کے لئے پیدا کیا ہے کہ وہ صفات الٰہیہ کا مظہر بنے۔ اور اس کی قابلیت خود اس نے انسانی فطرت کے اندر ودیعت کر دی ہے۔ کوئی انسان یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں اس کی ربوبیت کا مظہر نہیں بن سکتا یا رحمانیت کا مظہر نہیں بن سکتا یا رحیمیت کا مظہر نہیں بن سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے انسانی فطرت میں یہ تمام قابلیتیں رکھ دی ہیں اور اسی کی طرف رسول کریم ﷺ کی یہ حدیث بھی اشارہ کرتی ہے کہ ”خَلَقَ اللّٰهُ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِهٖ“ (بخاری جلد 2 کتاب الاستیذان) یعنی اللہ تعالیٰ نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا ہے۔ .... پس خدا تعالیٰ نے اس آیت میں توجہ دلائی ہے کہ تم دنیا میں کسی نہ کسی کا رنگ اختیار کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اور جب تم نے بہرحال کسی کا رنگ اختیار کرنا ہے تو ہم تمہیں نصیحت کرتے ہیں کہ تم اپنے دوستوں کا رنگ اختیار نہ کرو، تم اپنی بیوی بچوں کا رنگ اختیار نہ کرو بلکہ تم خدائے واحد کا رنگ اختیار کرو کیونکہ اُس نے تم کو پیدا کیا ہے اور اُس سے تعلق ہی تمہاری نجات کا موجب ہو سکتا ہے۔ ﴿وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً﴾ (البقرۃ:139) اور اللہ تعالیٰ سے بہتر اور خوبصورت رنگ تم پر اور کون چڑھا سکتا ہے۔ اس رنگ کے بعد تم بہروپئے نہیں بنو گے بلکہ ایک حسین ترین وجود بن جاؤ گے جسے دیکھ کر دنیا کی آنکھیں خیرہ ہو جائیں گی۔ اور وہ تمہیں اپنے مکالمات و مخاطبات سے مشرف کرے گا۔ تم پر اپنے اسرار کے راز کھولے گا اور تمہیں اپنے غیر معمولی انعامات سے بہرہ ور فرمائے گا“۔

(تفسیر کبیر، سورۃ البقرۃ آیت 139 صفحہ 217-218)

اللہ تعالیٰ ہم سب احمدیوں کو اپنی صفات کے رنگ میں رنگین فرمائے۔ ہاں وہی رنگ جو کبھی انسان کاملؐ پر پورے جلال و جمال کے ساتھ چڑھا تھا اور پھر آپؐ کے غلام مسیح زمانؑ پر چڑھا۔ پھر آپؑ کے صحابہؓ اور مخلصین نے اُسے اپنی روحوں پر لیا اور ایسا ہو کہ ہمارے ماحول کا ہر رنگ جو ہم پر چڑھا ہے خدایا تیرا رنگ ان سب پر غالب آجائے اور خلیفۂ وقت کی زبان میں اللہ تعالیٰ ایسا جذب اور اثر پیدا کر دے کہ ہمارے دل مقامی کلچروں کے رنگ سے ڈھل کر خدا اور اس کے رسولؐ کے رنگ میں رنگین ہو جائیں۔ اور اسلام و احمدیت کا یہ رنگ دنیا کے سب رنگوں کو مات کر دے۔ آمین

❁❁❁❁❁❁

مخزن التصاویر

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مرکزی طور پر مخزن التصاویر کے نام سے نئے شعبے کا قیام فرمایا ہے۔ اس شعبے کا مقصد نادر تصاویر کو اکٹھا کر کے جماعت کی تاریخ کو تصویری رنگ میں محفوظ کرنا ہے۔ احباب جماعت کی خدمت میں درخواست ہے کہ جن احباب کے پاس خصوصاً خلفائے احمدیت، صحابہ کرام و دیگر بزرگان سلسلہ اور تاریخی مواقع کی تصاویر ہوں وہ اس شعبہ کو بھجوا دیں تا کہ ان کو محفوظ کر لیا جائے۔ ان تصاویر کو محفوظ کرنے کے بعد باحفاظت شکریہ کے ساتھ واپس کر دیا جائے گا۔

اس ضمن میں یہ درخواست ہے کہ ریکارڈ دیتے وقت ہر تصویر سے متعلق ضروری کوائف مثلاً تاریخ، مقام وغیرہ ضرور ساتھ بھجیں۔ مزید معلومات اور رابطے کے لیے درج ذیل فون نمبر، ای میل یا ڈاک کے ذریعہ رابطہ کیا جا سکتا ہے۔

Makhzanul Tasaweer (AMJ)
22 Deer Park Road , London
SW19 3TL U.K.
Tel: Office: +44 (0)20 8875 76300
Mobile: +44 (0) 7909894532
omair@amjinternational.org
(عمیر علیم۔ انچارج دفتر شعبہ مخزن التصاویر)

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

حضرت مولانا حافظ نورالدین (خلیفۃ المسیح الاوّل) اور علامہ محمد اقبال کے تعلقات

مرزا خلیل احمد قمر - ربوہ

حضرت مولانا حکیم حافظ نورالدین صاحب (خلیفۃ المسیح الاوّل) (1841ء تا 1914ء) آغوش احمدیت میں آنے سے قبل بھی برصغیر پاک و ہند کے ایک جید عالم دین، مفسر القرآن، محدث اور شاہی حکیم تھے۔ آپ نے ہندوستان بھر کے نامور علماء سے تعلیم حاصل کی۔ مکہ ومدینہ کے علماء سے استفادہ کیا۔ آپ عربی، فارسی، ہندی اور سنسکرت کے عالم تھے۔ پھر ہندوستان کے تمام مذاہب کے ساتھ اسلام کی دیگر مذاہب پر برتری ثابت کرنے میں کوشاں رہے۔ آپ کو پادریوں، پنڈتوں، دہریوں اور مسلمانوں کے دیگر فرقوں کے علماء سے کامیاب مباحثوں کا موقعہ ملا۔ آپ تحقیقی جواب دینے کے ساتھ الزامی جواب دینے میں بھی مہارت رکھتے تھے۔ آپ کا طریق یہ تھا کہ الزامی جواب دے کر مخالف کا منہ بند کر دیتے تھے۔ پھر اس کے سامنے تحقیقی جواب پیش کرتے جس پر مخالف غور کرنے پر مجبور ہو جاتا تھا۔ ہندوؤں اور آریوں کے جواب میں آپ نے کتاب ''نورالدین'' جو دھرم پال کی کتاب ''ترک اسلام'' کے جواب میں ہے لکھی اور ''تصدیق براہین احمدیہ'' پنڈت لیکھرام پشاوری کی کتاب ''تکذیب براہین'' کے جواب میں اور عیسائیوں کے عقائد کے ردّ میں ''فصل الخطاب'' ہر دو حصص تحریر فرمائیں۔

اہل علم سے آپ کے تعلقات

ابتداء میں آپ سرسید احمد خان کی تحریک سے منسلک ہو گئے تھے۔ علی گڑھ تحریک میں آپ کو خاص اہمیت حاصل تھی۔ سرسید احمد خان آپ سے تورات کی تفسیر لکھوانا چاہتے تھے۔ ایک دفعہ سرسید احمد خاں نے آپ کے بارے میں تحریر کیا:۔

''آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ جاہل پڑھ کر جب ترقی کرتا ہے تو پڑھا لکھا کہلاتا ہے مگر جب اور ترقی کرتا ہے فلسفی بننے لگتا ہے پھر ترقی کرے تو اسے صوفی بننا پڑتا ہے۔ جب یہ ترقی کرے تو کیا بنتا ہے؟

اس کا جواب اپنے مذاق کے موافق عرض کرتا ہوں۔

جب صوفی ترقی کرتا ہے تو مولانا نورالدین ہو جاتا ہے۔'' (سید احمد علی گڑھ 8 / مارچ 1897ء)

(مکتوبات سرسید جلد دوم صفحہ216، مرتبہ شیخ محمد اسماعیل پانی پتی ناشر مجلس ترقی ادب کلب روڈ لاہور طبع دوم جون 1985ء و حیات نور صفحہ220)

حضرت مولانا حکیم نور الدین صاحب اگست 1894ء میں نواب بہاولپور کے علاج کے سلسلہ میں بہاولپور تشریف لے گئے۔ نواب صاحب کے پیرومرشد سرائیکی زبان کے مشہور صوفی شاعر اور عالم دین حضرت خواجہ غلام فرید صاحب چاچڑاں شریف نے آپ سے کہا۔

(ترجمہ) ''دراصل تو ہم آپ سے ملاقات کرنا اور قرآن پاک کے معارف سننا چاہتے تھے۔ علاج تو آپ کو بلانے کا ایک ذریعہ بن گیا۔''

نواب صاحب بہاولپور نے آپ کو ساٹھ ہزار ایکڑ زمین کی پیشکش کی کہ آپ یہاں ہی رہ جائیں مگر آپ یہ پیشکش ردّ کر کے اپنے آقا و مطاع حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کے قدموں میں حاضر ہو گئے۔

حضرت خواجہ غلام فرید صاحب چاچڑاں شریف نے آپ کے بارے میں فرمایا:۔

''یہ مولوی نور الدین وہ بلا ہے جسے ہندوستان میں علامہ کہتے ہیں''۔

(اشارات فریدی حصہ سوم صفحہ44)

برصغیر پاک و ہند کے معروف عالم دین اور سیاسی راہنما مولانا عبیداللہ سندھی جو اپنی ''ریشمی رومال'' کی تحریک کی وجہ سے جانے جاتے ہیں حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب کے بارے میں فرماتے ہیں:۔

''حکیم نورالدین بہت بڑے عالم قرآن تھے۔ حاضرین میں سے ایک صاحب غصے میں آ گئے اور بڑے ناراض ہو کر کہنے لگے کہ مولانا وہ تو قادیانی تھے۔ مولانا مسکرائے اور بڑے تحمل سے کہا کہ میں نے کب کہا ہے کہ حکیم نورالدین قادیانی نہیں ہے۔ میں نے جو بات کہی ہے وہ تو صرف اتنی ہے کہ وہ بہت بڑے عالم قرآن تھے...... یہ باتیں حرم کے صحن میں ہوئیں۔

دوسرے دن میں نے مولانا کے مکان پر ان سے حکیم نورالدین کے بارے تفصیل چاہی۔ فرمانے لگے کہ میں حکیم صاحب سے قادیان میں متعدد بار ملا۔ واقعی وہ بہت بڑے عالم قرآن تھے۔ میں تو کہوں ہندوستان سے باہر بیسیوں اسلامی ملکوں میں رہ چکا ہوں اور یہاں مکہ معظمہ میں مختلف ملکوں سے بڑے بڑے مسلمان علماء آتے رہتے ہیں مجھے ان سے ملنے کا اتفاق ہوتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ میں نے آج تک علوم قرآن کا اتنا بڑا عالم نہیں دیکھا جتنے حکیم نورالدین تھے۔''

(عبیداللہ سندھی ارشادات و ملفوظات از پروفیسر محمد سرور صفحہ32-34)

سیالکوٹ سے تعلق

آپ کے تبحر علمی کا ہندوستان بھر کے بڑے بڑے علماء کو اعتراف تھا۔ آپ چونکہ سرسید احمد خاں کی تحریک کے بارہ میں اچھا خیال رکھتے تھے اور سیالکوٹ بھی علی گڑھ تحریک کا ایک مضبوط مرکز تھا اس لئے آپ کی سیالکوٹ میں آمدورفت رہتی تھی۔ آپ جموں میں مہاراجہ کے شاہی حکیم تھے۔ اس لئے جموں کے لئے سیالکوٹ سے ہو کر آنا ہوتا تھا۔ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی بانی سلسلہ احمدیہ نے نوجوانی میں بسلسلہ ملازمت 1864ء تا 1868ء سیالکوٹ میں قیام کیا تھا۔ حضرت اقدسؑ کے پاکیزہ اخلاق نیکی اور تقویٰ طہارت کو یہاں کے لوگوں نے خود مشاہدہ کیا تھا۔ جب آپ نے 1889ء میں جماعت احمدیہ کے قیام کا اعلان فرمایا تو سیالکوٹ کے وہ احباب جو آپ کے پاکیزہ اخلاق اور دینی غیرت کے عینی شاہد تھے آپ کی بیعت میں شامل ہو گئے اور مولانا کے ہم زلف غلام قادر فصیح صاحب بھی یہیں رہائش پذیر تھے اس لئے مولانا کی سیالکوٹ میں آمدورفت زیادہ ہو گئی۔ علامہ اقبال کے والد میاں نور محمد صاحب اور علامہ کے استاد شمس العلماء سیّد میر حسن صاحب اور حکیم حسام الدین وغیرہ احباب سے مولانا کے دیرینہ مراسم تھے۔

علامہ اقبال کے استاد شمس العلماء سید میر حسن صاحب کے ساتھ آپ کے دیرینہ مراسم تھے۔ علامہ اقبال (1877ء-1938ء) بھی آپ کی بہت عزت و احترام کرتے تھے۔ اہم مسائل میں آپ سے رجوع کرتے اور آپ کی اصابت رائے کے قائل تھے۔ جب بھی کسی علمی مسئلہ کے دریافت کرنے ضرورت پیش آئی تو علامہ کی نظر حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب (خلیفۃ المسیح الاوّل) کی طرف اٹھتی تھی۔ علامہ اقبال کے تعلیمی دور سے لے کر حضرت مولانا کی وفات تک آپ سے خط و کتابت رہی۔ خطوط میں اہم فقہی مسائل کے بارے میں استفسار کیا گیا ہے۔ اس سلسلہ میں چند واقعات ہدیہ قارئین ہیں۔

علامہ اقبال جن دنوں گورنمنٹ کالج لاہور میں زیر تعلیم تھے اور آپ کے استاد سر تھامس آرنلڈ تھے۔ جنہوں نے سرسید کی تحریک پر ''پریچنگ آف اسلام'' کے نام سے انگریزی میں کتاب تصنیف کی تھی جس کا اردو ترجمہ ''دعوت اسلام'' کے نام سے شائع ہوا۔ سرسید احمد خان کی وفات کے بعد پروفیسر آرنلڈ علی گڑھ سے گورنمنٹ کالج لاہور میں آ گئے تھے۔ اس کے باوجود مسٹر آرنلڈ تثلیث کے عقیدہ میں نہایت پختہ تھے بلکہ اپنے طلباء اور عام ملنے جلنے والے احباب سے تثلیث کے مسئلہ پر گفتگو کیا کرتے تھے۔ وہ عام طور پر کہا کرتے تھے کہ تثلیث کا مسئلہ کسی ایشیائی کے دماغ میں نہیں آ سکتا۔ یہ بات انہوں نے اپنے ہونہار شاگرد علامہ اقبال سے بھی کی۔ علامہ اقبال نے حضرت مولانا کے سامنے اس سوال کو رکھا۔ اس سلسلہ میں مرزا خدا بخش صاحب لکھتے ہیں۔

''ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ کہیں جا رہے تھے ڈاکٹر محمد اقبال ان دنوں میں لاہور میں تھے۔ مسٹر آرنلڈ صاحب جو پہلے علی گڑھ کالج میں تھا اور بعد ازاں اس کالج کو چھوڑ کر لاہور گورنمنٹ کالج میں پروفیسر ہو گیا تھا اس بات کا مدعی تھا کہ تثلیث کا مسئلہ ایشیائی آدمی کے دماغ میں نہیں آ سکتا۔ اہل یورپ ہی کا دماغ اس کے سمجھنے اور اس کی حقیقت کی تہ تک پہنچنے کے لئے مناسب واقع ہوا ہے۔

مسٹر اقبال نے اس امر کو آپ کے سامنے پیش کیا۔ آپ نے فرمایا کہ آپ مسٹر آرنلڈ صاحب کے پاس جائیں اور کہیں کہ اگر آپ کا یہ دعویٰ صحیح و درست ہے تو خود مسیح علیہ السلام اور پھر تمام حواریں بھی ایشیائی تھے۔ انہوں نے اس کو اپنے دماغ میں کیسے جگہ دی ہو گی۔ جس کو سن کر مسٹر موصوف ایسا خاموش ہوا کہ صدائے برخاست کا مضمون صادق آتا ہے اور بعد ازاں سنا گیا تھا کہ مسٹر موصوف نے یورپ کی بھاری کانفرنس میں اس لانیحل اعتراض کو پیش کیا تھا۔ مگر کانفرنس سے کوئی تسلی بخش جواب نہ نکلا''۔ (''عسل مصفیٰ'' صفحہ725-726 حصہ دوم از ابو العطا مرزا خدا بخش صاحب قادیانی)

ڈاکٹر علامہ اقبال کی خط و کتابت

فقہ اسلامی کے بارے میں حضرت مولانا حکیم نورالدین خلیفۃ المسیح الاوّل کی خدمت میں 1909ء میں ڈاکٹر علامہ سر محمد اقبال صاحب نے چار سوالات بھجوائے۔

''۱۔ کیا کوئی غیر مسلم فرمانروا اپنی مسلمان رعایا کے لئے وضع قانون کر سکتا ہے؟

۲۔ کیا کوئی غیر مسلم جج ازروئے قانون اسلامی مسلمانوں کے مقدمات فیصل کر سکتا ہے؟ کیا تاریخ اسلامی میں کسی ایسے غیر مسلم جج کی نظیر موجود ہے جو بحیثیت عہدہ مسلمانوں کے مقدمات فیصل کرتا ہو؟

۳۔ کیا مسلمان ہونے کے لئے شرع محمدیؐ کی پابندی لازمی ہے۔ اگر ہے تو ان مسلمان قوموں کی نسبت کیا حکم ہے۔ جن کے معاملات زیادہ تر رواج سے فیصل پاتے ہیں۔ اور جو خود اپنے آپ کو رواج کا پابند ظاہر کرتے ہیں۔

۴۔ مسلمانوں کا ضابطہ تعزیری قریباً قریباً بالکل معطل ہے۔ نہ صرف ہندوستان میں بلکہ اسلامی ممالک میں بھی۔ کیا اس ضابطہ کی پابندی ضروری ہے۔ اگر ہے تو جو مسلمان اس کے پابند نہیں خواہ اس وجہ سے کہ وہ کسی غیر مسلم بادشاہ کے محکوم ہیں جو اس ضابطہ کا پابند نہیں یا کسی اور وجہ سے ان کے اسلام کی نسبت کیا حکم ہے؟''

یہ سوالات عصر حاضر کے نہایت اہم سوالات تھے جن کے مفصل جوابات پر حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل جیسی ماہر شخصیت ہی روشنی ڈال سکتی تھی۔ چنانچہ آپ نے ڈاکٹر صاحب کے سوالات کے اصولی جوابات قرآنی آیات پیش کر کے لکھ بھیجے تھے جن کا ملخص یہ تھا۔

۱۔ قرآن مجید کو مکمل ضابطہ حیات ہے مگر وہ مذاہب مختلفہ کو باہمہ اختلاف تباہ نہیں کرنا چاہتا۔ بلکہ قائم رکھنا چاہتا ہے۔ قانون اسلامی کے اصل الاصول قرآن مجید میں موجود ہیں۔ مگر ان کی تفصیل کو اطاعت اولی الامر کے نیچے رکھا ہے اور اسی پر...... آج تک اسلامیوں کا عمل ہے۔ ہر مسلمان کے لئے اطاعت اللہ اطاعت الرسول اور اطاعت اولی الامر ضروری ہے۔ اگر اولی الامر صریح مخالفت فرمان الٰہی اور فرمان نبوی کرے تو بقدر برداشت مسلمان اپنے شخصی و ذاتی معاملات میں اولی الامر کا حکم نہ مانے یا اس کا ملک چھوڑ

دے۔ اولی الامر میں حکام و سلطان اول ہیں اور علماء درجہ دوم پر ہیں۔ تعزیری احکام کے ہم ذمہ دار نہیں ہو سکتے۔ قرآن شریف میں حضرت یوسف علیہ السلام کی مثال موجود ہے کہ آپ سلطنت فرعون کے ماتحت تھے اور ملکی قانون کی خلاف ورزی نہ کر سکتے تھے۔

۲۔ غیر مسلم جج جب فرمانروا کی طرف سے ہے تو حقیقۃً فرمانروا ہی جج ہے اور اگر فرمانروا کی طرف سے نہیں بلکہ پنچائیتی طور پر ہے تو بھی جائز ہے۔ چنانچہ قرآن مجید سے ثابت ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے ایک موقعہ پر خود فرعون مصر کو اپنے معاملہ میں منصف مقرر فرمایا۔

۳۔ شرع محمدی نام ہے قرآن، احکام نبوی، خلفاء راشدین، صحابہ، آئمہ دین (امام ابوحنیفہؒ، ابو یوسفؒ، محمدؒ، زفرؒ، حسنؒ) کے فیصلہ پر عملدر آمد کا۔ فتاویٰ عالمگیری بلکہ ہدایہ کے مقدمات دیوانی و فوجداری اور قوانین میں قرآن مجید و حدیث کے ہزارویں حصہ کا ذکر بھی نہیں آتا۔

میونسپلٹی اور سیاست مدن کے قواعد کی چھان بین کی جائے تو غالبًا سارے کا سارا عرف پر مبنی ہے اور فوجی قوانین کی کوئی خاص کتاب میرے زیر مطالعہ آج تک نہیں آئی۔ اور اگر کوئی کتاب ایسی ہو بھی تو اس میں قرآن و حدیث کا ذکر بطور تبرک ہی آتا ہے۔ اور آئمہ دین کا ذکر بھی شاید ہی اس میں ملتا ہے۔ اس سے صاف پتہ لگتا ہے کہ ان امور کی آزادی میں وقتی ضرورت عرف سے کام لیا گیا ہے۔

۴۔ قرآنی نظریہ کے مطابق ایمان بتدریج ترقی کرتا رہتا ہے۔ پس جو لوگ لَا اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہ کہتے ہیں اور دل سے مانتے ہیں۔ وہ ایک حد تک مسلمان ہیں اور جو لوگ اس کے ساتھ پابند نماز بھی ہیں وہ پہلوں سے بڑھ کر مسلمان ہیں اور جو زکوٰۃ، روزہ اور حج کو بھی ادا کرتے ہیں وہ اور زیادہ پختہ مسلمان ہیں۔ علیٰ ھذا القیاس۔ سب مساوی الایمان نہیں اور ہرگز نہیں۔

(اخبار الحکم قادیان 21/ دسمبر 1909ء صفحہ 2)

عربی ادب کی کتب کے بارے میں علامہ کے خط کا جواب: ڈاکٹر سر محمد اقبال صاحب نے عربی ادب کی اعلیٰ ترین کتب کے بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل سے راہنمائی چاہی۔ چنانچہ آپ نے 2/ دسمبر 1912ء کو عربی کے ادبی لٹریچر کی ایک فہرست بھجوائی اور لکھا کہ علم عربی ادب کی اعلیٰ سے اعلیٰ کتاب مخل بالطبع ہو کر عرض کرتا ہوں اور اس امر میں بڑے بڑے ادیب میرے ساتھ ہیں حتیٰ کہ جرمنی کے عربی دان بھی کہتے ہیں کہ عربی کی بہترین کتاب قرآن مجید ہے۔

(تاریخ احمدیت جلد چہارم ایڈیشن اول صفحہ 465)

(ڈاکٹر علامہ اقبال کے اصل خط کی نقل خاندان حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کے پاس محفوظ ہے۔)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ تحریر فرماتے ہیں:۔

''مجھے محمد اقبال ڈاکٹر نے میرے ایک خط کے جواب میں لکھا تھا ''ڈریپر'' (Draper John William 1811-1882) مر گیا۔ اس کا فلسفہ بھی مر گیا۔ یورپ ہر روز نئے فلسفہ کا دلدادہ ہے۔ میرے دل میں آیا یہ کیا بات ہے۔ ظہر کا وضو کرنے لگا القا ہوا۔ انسان ہر انسان فنا ہوتا ہے اور نیا بنتا ہے کیا یہ انسان لغو ہے ہرگز نہیں۔ پھر القاء ہوا۔

﴿سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ﴾

(ہم انہیں درجہ بدرجہ تباہی کی طرف ان طرفوں سے کھینچ لائیں گے جن کو وہ جانتے ہی نہیں۔ ناقل)

یہ تبدیلی ہمارا اپنا فعل ہے اور ایک حکمت پر مبنی ہے۔ حق کو آرہے ہیں۔''

(از خط بنام خواجہ کمال الدین صاحب محررہ 6/ مئی 1913ء از الفضل 19/ ستمبر 1915ء)

بیوی کے بارے فتویٰ کہ طلاق ہوئی یا نہیں

۱۹۱۳ء کا واقعہ ہے کہ علامہ نے لاہور کے ایک کشمیری خاندان میں نکاح کیا لیکن کسی شر پسند نے اس خاتون کے متعلق گمنام خطوط بھیج کر علامہ کو شکوک میں مبتلا کر دیا۔ لیکن بعد تحقیق خاتون پاک دامن معلوم ہوئی تو علامہ کو رجوع کرنے کے بارے میں بعض شکوک لاحق تھے کہ انہوں نے دل میں طلاق کا ارادہ کیا تھا وغیرہ وغیرہ۔ کیا واقعی طلاق ہو گئی ہے یا نہیں۔ علامہ نے لاہور، امرتسر، لدھیانہ، دہلی، دیوبند، سہارن پور وغیرہ مقامات کے مستند اور اعلیٰ پایہ کے علماء کی طرف رجوع کرنے کی بجائے حضرت حکیم نورالدین صاحب کی طرف رجوع کیا اور اپنے عزیز دوست اور یار غار کو حضرت مولانا کے پاس قادیان بھجوایا۔

علامہ کے قدیمی رفیق اور سوانح نگار برصغیر پاک و ہند کے نامور صحافی مولانا عبدالمجید سالک نے اس واقعہ کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھا ہے۔

انہیں (یعنی علامہ اقبال کو......ناقل) شبہ تھا کہ وہ چونکہ طلاق دینے کا ارادہ کر چکے تھے اس لئے مبادا شرعاً طلاق ہی ہو چکی ہو۔ انہوں نے مرزا جلال الدین کو مولوی حکیم نورالدین کے پاس قادیان بھیجا کہ ''مسئلہ پوچھ آؤ''۔

مولوی صاحب نے کہا کہ شرعاً طلاق نہیں ہوئی۔ لیکن اگر آپ کے دل میں کوئی شبہ اور وسوسہ ہو تو نکاح کر لیجئے۔ چنانچہ ایک مولوی صاحب کو طلب کر کے علامہ اقبال کا نکاح اس خاتون سے دوبارہ پڑھوایا گیا۔''

(ذکر اقبال صفحہ 70 از مولانا عبدالمجید سالک شائع کردہ بزم اقبال 1955ء)

حضرت مولانا کے طبی مشورے

ڈاکٹر سعد اللہ ایم اے پی ایچ ڈی نے علامہ اقبال کی زبان سے سنا۔ وہ درج ذیل ہے۔

❋......''میری والدہ کو درد گردہ اس شدت سے ہوتا تھا کہ ہمیں ان کی موت سامنے نظر آیا کرتی تھی۔ ایک دفعہ وہ درد گردہ سے بے ہوش پڑی تھیں۔ رات کا وقت تھا کہ حکیم نورالدین صاحب قادیانی نے آکر ہمارا دروازہ کھٹکھٹایا۔ حکیم صاحب نے جو گھر میں ہیجان دیکھا تو پوچھا کیا بات ہے۔ ہم نے صورت حال بیان کی۔ حکیم صاحب نے کہا میں بھی ذرا دیکھوں۔ حکیم صاحب نے ایڑی کے قریب کسی رگ کو دبایا تو والدہ نے آنکھیں کھول دیں۔ حکیم صاحب نے کہا اب رات کا وقت ہے اس وقت تو سینک کرو۔ صبح باقاعدہ علاج ہوگا۔ صبح ہوئی تو حکیم صاحب نے والدہ کے لئے چوزہ تجویز کیا۔ کہا اس کا شوربہ پئیں اور گوشت کھائیں۔ اس علاج کا یہ اثر ہوا کہ والدہ کو پھر عمر بھر درد گردہ کی شکایت نہ ہوئی۔ والدہ عرصہ دراز تک چوزہ کھاتی رہیں۔ کھاتے کھاتے تنگ آ گئیں تو حکیم صاحب کو لکھا گیا کہ اگر مناسب ہو تو چوزے کا بدل بتا دیں۔ جواب آیا ''انڈا بدل ہے''۔

❋......''ایک دفعہ جب میں انارکلی میں رہتا تھا۔ مجھے Gout کی شکایت ہوئی۔ حکیم نور الدین صاحب لاہور آئے ہوئے تھے۔ علی بخش کو ان کے پاس بھیجا کہ میں درد کی وجہ سے چلنے سے معذور ہوں۔ اگر آپ تشریف لے آئیں تو عنایت ہوگی۔ علی بخش کی معرفت جواب آیا کہ کھانا کھا کر مرغی کے پر کو حلق میں ڈال کر قے کرو۔ میں کھانا کھا چکا تھا۔ علی بخش مرغی کا پَر لایا قے کر دی۔ درد جاتا رہا۔ مستقل طور پر نہیں۔ (ملفوظات اقبال صفحہ 156-157 مرتبہ محمود نظامی ناشر اشاعت منزل ہل روڈ لاہور طبع ثانی اپریل 1949ء)

❋......علامہ اقبال نے 1913ء میں اپنے اکلوتے بیٹے آفتاب اقبال کو بغرض تعلیم قادیان بھجوایا۔ یہ بھی علامہ کے تعلق کو ظاہر کرتا ہے۔

❋......علامہ اقبال کے جماعت کے بارے میں خیالات اور تاثرات ہمیشہ اچھے رہے اور تعلق رہا اور یہ طالب علمی کے زمانہ سے ہی تھا۔ چنانچہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہؑ کے ساتھ اظہار عقیدت کا ہی رنگ تھا کہ مولوی سعد اللہ لدھیانوی کی زبان سے نکلے ہوئے تیر و نشتر کا منظوم جواب دیا جس کا ایک شعر یوں ہے۔

دیکھ لی اے سعدیا گندہ دہانی آپ کی
خوب ہوگی مہتروں میں قدر دانی آپ کی

❋......خلافت ثانیہ کے دوران بھی الفضل میں اشاعت کے لئے آپ اپنی نظمیں بھجواتے تھے۔ مذہب اور سائنس کے عنوان سے تقریر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے علامہ کی صدارت میں کی تھی۔ جس پر علامہ نے بہت اچھے ریمارکس دیئے تھے علامہ کی بیماری کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ان کی عیادت کو بھی جاتے رہے اور علامہ دعا کے لئے بار بار کہتے۔ 1931ء میں جب آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا قیام عمل میں آیا تو علامہ اقبال نے زور دے کر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کو اس کا صدر بنایا اور دو سال تک ان کے ساتھ مکمل تعاون کرتے رہے۔ 1934ء کو جب احرار نے جماعت احمدیہ کے خلاف پنجاب گورنمنٹ کے ایما پر تحریک چلائی تو علامہ ان کی باتوں میں آ گئے کہ آپ جیسا آدمی جو اتنے بڑے سٹیٹس اور مقام کا حامل ہو مرزا بشیر الدین محمود احمد کے تحت کام کرے، وغیرہ وغیرہ۔ چنانچہ علامہ نہ صرف پیچھے ہٹ گئے بلکہ شدید مخالف ہو گئے اور جماعت کے خلاف مضامین بھی لکھے آخرکار 1935ء میں خود علامہ نے بھی امارت اور بیعت کی بنیاد پر جمعیت المسلمین کے نام سے جماعت بنانے کی کوشش کی تھی جس کے لئے بیعت فارم بھی بنا لئے گئے تھے۔ مگر علامہ کی اچانک بیماری نے علامہ کو اس جماعت کے قیام کی مہلت نہ دی۔ آخری ڈیڑھ دو سال تو علامہ خرابی صحت کا شکار رہے۔ ان کی زبان بند ہو چکی تھی، اشاروں سے بات کرتے تھے یا سرگوشی کر سکتے تھے اور پھر اسی دوران علاّمہ 21/ اپریل 1938ء کو وفات پا گئے۔

کائنات کی وسعت

آیت الکرسی کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''﴿وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ﴾ (البقرۃ:256)...... میں سائنس کے اس عظیم الشان نکتہ کی طرف بھی اشارہ کیا گیا ہے کہ کائنات عالم کی لمبائی کا اندازہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اس زمانہ میں جس حد تک علم ہیئت میں ترقی ہو چکی ہے اتنی پہلے کبھی نہیں ہوئی۔ آج دنیا کی لمبائی کا اندازہ میلوں میں نہیں لگایا جاتا۔ مثلاً یہ نہیں کہا جاتا کہ ایک زمین سے دوسری زمین تک اتنے میل کا فاصلہ ہے بلکہ اس لمبائی کا اندازہ روشنی کی رفتار سے لگایا جاتا ہے۔ روشنی ایک سیکنڈ میں ایک لاکھ اسی ہزار میل چلتی ہے۔ اور دنیا کی وسعت کا اندازہ اس نور کی روشنی سے لگاتے ہیں۔ گویا یہ بھی ﴿اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ﴾ (النور:36) کی صداقت کا ثبوت ہے کیونکہ اس آیت میں بتایا گیا تھا کہ زمین و آسمان کی وسعت کا اندازہ تم کسی چیز سے نہیں لگا سکتے صرف نور اور اس کی رفتار سے ہی لگا سکتے ہو۔ غرض جب ایک سیکنڈ میں روشنی ایک لاکھ اسی ہزار میل چلتی ہے تو ایک منٹ میں ایک کروڑ آٹھ لاکھ میل چلے گی۔ پھر اسے ایک گھنٹہ کے ساتھ ضرب دو تو یہ 64 کروڑ 80 لاکھ میل بنتے ہیں۔ ان میلوں کو ایک دن کی روشنی کا حساب لگانے کے لئے 24 سے ضرب دیں تو یہ 15 ارب 55 کروڑ 20 لاکھ میل رفتار بن جاتی ہے۔ اب پھر ایک سال کی رفتار کا حساب لگانے کے لئے 360 دنوں سے ضرب دیں تو 55 کھرب 76 ارب 72 کروڑ میل بنتے ہیں۔ یہ حساب صرف روشنی کے ایک سال کی لمبائی کا ہوتا ہے۔ لیکن دنیا کی لمبائی علم ہیئت والے روشنی کے تین ہزار سال قرار دیتے تھے۔ پس ان اعداد کو تین ہزار سال سے ضرب دینی ہوگی۔ اب اس کا حاصل ضرب جو نکلے وہ حسابی لحاظ سے درحقیقت ناقابل اندازہ ہی ہو جاتا ہے کیونکہ اربوں کے اوپر کا حساب درحقیقت حساب ہی نہیں سمجھا جاتا۔ مگر یہ حساب یہیں ختم نہیں ہو گیا۔ جوں جوں نئے آلات دریافت ہو رہے ہیں یہ اندازے بھی غلط ثابت ہو رہے ہیں۔ پہلی جنگ عظیم کے بعد یہ قرار دیا گیا کہ دنیا کی لمبائی روشنی کے چھ ہزار سال کے برابر ہے۔ مگر اس کے بعد تحقیق ہوئی کہ یہ سب باتیں غلط ہیں۔ ہم دنیا کی لمبائی کا اندازہ ہی نہیں لگا سکتے۔ کیونکہ جس طرح بچہ کا قد بڑھتا ہے اس طرح دنیا بھی بڑھتی چلی جا رہی ہے اور اب اس کی لمبائی روشنی کے بارہ ہزار سالوں کے برابر سمجھی جاتی ہے۔

(تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 583-584)

جماعت احمدیہ کینیڈا کے
تیسویں جلسہ سالانہ کا کامیاب انعقاد

کینیڈا کے طول وعرض میں بسنے والے مختلف قومیتوں کے پندرہ ہزار سے زائد فرزندانِ توحید کا ٹورانٹو کے انٹرنیشنل سنٹر میں تین روزہ محض للّٰہی اجتماع۔

جید علماء اور محققین حضرات کے علاوہ مرکزی اور صوبائی وزراء، مختلف شہروں کے میئرز، کونسلرز، پارلیمنٹ کے ممبران، سفارتی نمائندگان اور دیگر معززین کے خطابات اور جماعت احمدیہ کی خدمات کو خراج تحسین۔ مقامی اخبارات اور ٹی وی پر جلسہ کی کوریج

(رپورٹ: ہدایت اللہ ہادی ۔ کینیڈا)

خدا تعالیٰ کے فضل ورحم کے ساتھ جماعت احمدیہ کینیڈا کا تیسواں سہ روزہ جلسہ سالانہ 7 تا 9/ جولائی 2006ء ٹورانٹو میں ایئرپورٹ روڈ پر واقع انٹرنیشنل سنٹر میں منعقد ہوا۔ امسال پندرہ ہزار سے زائد افراد اس جلسہ میں شامل ہوئے جن میں کینیڈا کے علاوہ دنیا بھر کے 20 ممالک سے آنے والے تقریباً چھ سو افراد تھے۔

جلسہ سالانہ کے انتظامات کا آغاز 2/ جولائی 2006ء سے ہی ہوگیا تھا جب اتوار کے روز مسجد بیت الاسلام ٹورانٹو میں نماز ظہر سے قبل جلسہ سالانہ کے رضا کاروں اور افسران سے مکرم مولانا نسیم مہدی صاحب امیر ومشنری انچارج جماعت احمدیہ کینیڈا نے خطاب فرمایا تھا۔ مکرم امیر صاحب نے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ایک عظیم خلق مہمان نوازی کے نہایت ایمان افروز اور دلگداز واقعات بیان فرمائے اور بیش قیمت نصائح سے نوازا۔

پہلا دن۔ جمعۃ المبارک۔ 7 جولائی 2006ء

نماز جمعہ اور کھانے کے وقفہ کے بعد جلسہ سالانہ کی کارروائی مکمل جماعتی وقار کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی کا مظہر بن کر شام پانچ بجے شروع ہوئی۔ پہلا اجلاس مکرم مولانا نسیم مہدی صاحب امیر ومشنری انچارج جماعت احمدیہ کینیڈا کی زیر صدارت شروع ہوا۔

تلاوت ونظم کے بعد مکرم مولانا نسیم مہدی صاحب امیر ومشنری انچارج جماعت احمدیہ کینیڈا نے اپنے افتتاحی خطاب میں ”اسلام میں ارتداد کی سزا“ کے موضوع پر سیر حاصل وضاحت کی۔ آپ نے قرآن کریم اور احادیث نبوی ﷺ سے ثابت کیا کہ اسلام میں ارتداد کی کسی دنیاوی سزا کا تصور موجود نہیں۔ اور کسی فرد کو اور نہ ہی کسی اسلامی ریاست کو یہ حق حاصل ہے کہ کسی کو مرتد قرار دے۔ اسلام میں ارتداد کی سزا کو اسلامی ممالک خاص طور پر پاکستان میں بنائے جانے والے قوانین کو اسلامی مسلک کے خلاف قرار دیا۔ آپ نے کہا کہ نام نہاد علماء یہ بھول جاتے ہیں کہ اسلام دین کے معاملہ میں کسی سختی کی ہرگز اجازت نہیں دیتا۔ اسلام کو قبول کرنا یا ترک کرنا ہر فرد کا اپنا فیصلہ ہے اور جماعت احمدیہ ایسے فیصلے پر پھانسی کی سزا کو سراسر غیر اسلامی اور غیر انسانی فعل سمجھتی ہے۔

معزز مہمانوں کی آمد

اِس کارروائی کے دوران Honorable Stockwall Day, Minister of Public Safety Canada، واجد علی خان، ممبر پارلیمنٹ اور Honorable GregSorbara,Minister of Finance Ontario تشریف لائے اور حاضرین سے خطاب کیا۔ آپ نے کہا کہ اسلام کے دفاع کے لئے ہمیں کسی ملّا کی ضرورت نہیں ہے۔ اِس کے لئے ہمیں اور آپ کو مل جل کر معاشرہ سے برائیوں اور جرائم کا خاتمہ کرنا ہے اور امن وسلامتی کی تعلیم دینا ہے۔ اِس اہم مہم کے لئے ہم آپ کی جماعت احمدیہ پر بھروسہ کرسکتے ہیں۔

صوبہ اونٹاریو کے وزیر خزانہ آنریبل گریگ سوربارا (Greg Sorbara) نے جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ کینیڈین سوسائٹی میں اسلام کی بنیادوں کو مضبوط کرنے کے لئے ہم آپ پر بجاطور پر فخر کرسکتے ہیں۔

Honorable Stockwell Day، Minister of Public Safety Canada نے کینیڈا کے وزیر اعظم Right Honorable Stephen Harper کی جانب سے نیک تمناؤں کا پیغام دیا۔

پہلے اجلاس کی دوسری تقریر جامعہ احمدیہ کینیڈا کے پروفیسر مولانا مکرم مختار احمد چیمہ صاحب کی تھی۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کی صفات حسنہ میں سے ایک صفت رزاقیت پر سیر حاصل بحث کی۔ مکرم پروفیسر صاحب موصوف نے قرآن کریم کی متعدد آیات کریمہ اور رسول کریم ﷺ کی احادیث، اللہ تعالیٰ کی صفت رزاقیت کے موضوع پر پیش کیں۔ نیز آپ نے تاریخ اسلام کے سنہرے اوراق سے صفت رزاقیت کی جلوہ گری کے ایمان افروز واقعات بیان فرمائے۔

بعد ازاں مکرم ڈاکٹر سلیم الرحمٰن صاحب نے قرآن کریم ایک دُرِّ مکنون کے حوالے سے نہایت علمی، تحقیقی پیش کی۔

مستورات کے جلسہ گاہ کی چند جھلکیاں

مستورات کے حصہ میں مکرم امیر صاحب کے افتتاحی خطاب کے بعد محترمہ مبارکہ میاں صاحبہ نے جماعت احمدیہ کے قیام کے اغراض ومقاصد اور ہماری ذمہ داریاں اور صدر لجنہ اماء اللہ کینیڈا محترمہ امۃ الرفیق ظفر صاحبہ ایم اے نے بنی نوع انسان سے حسن خلق کے موضوعات پر نہایت علمی اور تحقیقی تقاریر کیں۔

جلسہ سالانہ کے دوسرے دن کی کارروائی کا آغاز صبح 10 بج کر 35 منٹ پر مکرم ملک لال خان صاحب نائب امیر دوم جماعت احمدیہ کینیڈا کے زیر صدارت ہوا۔ اس اجلاس میں جامعہ احمدیہ کے صد سالہ جشن 1906-2006ء کے موضوعات پر تقاریر ہوئیں۔

تلاوت، نظم اور ان کے ترجموں کے بعد مہمان مقرر سردار گوربخش سنگھ ملہی نے جو 1993ء سے ممبر پارلیمنٹ ہیں حاضرین سے خطاب کے دوران اپنے حلقہ کی طرف سے جماعت احمدیہ کے تمام اراکین کو خوش آمدید کہا۔

گیارہ بجے جلسہ سالانہ کے دوسرے دن کی پہلی تقریر جامعہ احمدیہ کینیڈا کے طالب علم مکرم فرحان اقبال صاحب نے انگریزی میں کی جب کہ دوسری تقریر جامعہ احمدیہ کینیڈا کے طالب علم مکرم ایاز محمود خان صاحب نے اسی موضوع پر اردو میں کی۔

دوسرے اجلاس کی تیسری تقریر 11:25 بجے پر مکرم کلیم احمد ملک صاحب، صدر مجلس انصار اللہ کینیڈا نے انگریزی میں کی۔ اور آپ نے تبلیغ کے میدان میں حضرت مولانا غلام رسول راجیکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علم وفضل، توکل علی اللہ اور مکاشفات الٰہیہ پر روشنی ڈالی۔ اور آپ کی کتاب حیات قدسی سے الٰہی تصرفات کے بعض ایمان افروز واقعات بیان کئے۔

تقریباً بارہ بجے جامعہ احمدیہ کینیڈا کے شب وروز کی ایک دستاویزی فلم دکھائی گئی جو مستورات کے جلسہ گاہ میں بھی براہ راست دیکھی گئی۔

اس دستاویزی فلم کے بعد مکرم مولانا مرزا محمد افضل صاحب مشنری برٹش کولمبیا نے دعوۃ الی اللہ وقت کی ایک اہم ضرورت کے موضوع پر ایمان افروز خطاب فرمایا۔ دعوۃ الی اللہ کی اہمیت اور ضرورت کے بارہ میں قرآن کریم کے ارشادات، آنحضرت ﷺ کی احادیث، صحابہ کرام کا اسوہ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پاکیزہ جوش، ولولہ، درد اور اسلام کے لئے غیرت وحمیت کو پیش کیا۔

مکرم مولانا مبارک احمد نذیر صاحب، پرنسپل جامعہ احمدیہ کینیڈا نے علم وعرفان کے حصول کی اہمیت، افادیت اور ضرورت پر زور دیا اور اس سلسلہ میں قرآن کریم کے ارشادات، آنحضرت ﷺ کی احادیث اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاکیزہ تعلیم پیش کی۔

کھانے کے وقفہ کے بعد ظہر وعصر کی نمازیں ادا کی گئیں۔

مستورات کے جلسہ گاہ کی مختصر روداد

دوسرے روز دوسرے اجلاس میں محترمہ نعمانہ مسرت صاحبہ نے سیرۃ حضرت فاطمۃ الظہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا، محترمہ تانیہ خان صاحبہ نے اسلام مغرب کے لئے کیوں ناگزیر ہے، محترمہ ناہید کھوکھر صاحبہ نے برکات خلافت کے موضوعات پر عالمانہ خطاب کئے۔

اس کے بعد سابقہ صدر لجنہ اماء اللہ کینیڈا محترمہ امۃ الرفیق طاہرہ صاحبہ نے تمام اعمال صالحہ کا منبع اور سرچشمہ قرآن کریم ہے، کے موضوع پر ایمان افروز خطاب فرمایا۔

اس اجلاس میں دونو مبائع خواتین محترمہ فرح احمد صاحبہ اور محترمہ عینا صاحبہ نے احمدیت قبول کرنے کے ایمان افروز واقعات بیان کئے۔ آپ دونوں کا تعلق ہندو خاندانوں سے تھا۔

اس اجلاس کی آخری تقریر محترمہ امۃ الرفیق ظفر صاحبہ ایم اے صدر لجنہ اماء اللہ کینیڈا نے کی۔ آپ نے اختتامی خطاب کرتے ہوئے تمام حاضرین کا شکریہ ادا کیا اور تمام رضا کاروں کی بے لوث خدمات کو خراج تحسین پیش کیا اور اجتماعی دعا کروائی اور یہ اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

جلسہ سالانہ کینیڈا 2006ء کے تیسرا اجلاس مکرم چوہدری مبارک مصلح الدین صاحب ایم اے وکیل التعلیم تحریک جدید ربوہ کی زیر صدارت ٹھیک چار بجے شام شروع ہوا۔ تلاوت، نظم اور ترجموں کے بعد مہمان مقرر خاتون Honorable Judy Sgro تشریف لائیں۔ آپ Minister of Citizen & Immigration Canada رہی ہیں۔ محترمہ موصوفہ نے خطاب کرتے ہوئے جماعت احمدیہ سے اپنے گہرے روابط کا ذکر کیا اور کہا کہ آپ لوگوں سے مل کر مجھے ہمیشہ ایک دلی خوشی ہوتی ہے۔ اور آپ کے حُسن اخلاق سے ایک عظیم کینیڈا کی تعمیر وتشکیل میں مدد مل رہی ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ میں خود کو آپ کی کمیونٹی کا ایک حصہ سمجھتی ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کے مطابق جلسہ سالانہ کے موقع پر دوران سال وفات پانے والے مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کی درخواست کی جاتی ہے۔ چنانچہ بیت الاسلام مشن ہاؤس کے سیکرٹری مکرم کرنل دلدار احمد صاحب نے ستائیس (27) مرحومین کے نام پڑھ کر سنائے اور ان کی مغفرت اور درجات کی بلندی کے لئے دعا کی درخواست کی۔

جامعہ احمدیہ کینیڈا کے پروفیسر مکرم مولانا ہادی علی چوہدری صاحب نے آنحضرت ﷺ بحیثیت رحمۃ للعالمین کے موضوع پر نہایت ایمان افروز خطاب کیا۔ آپ نے سیرۃ کے اس حسین پہلو پر خطاب کرتے ہوئے آنحضرت ﷺ نے دین کے معاملہ میں بنی نوع انسان کو جو سہولتیں عطا فرمائیں ان کا خصوصیت سے ذکر کیا۔

جماعت احمدیہ کینیڈا کے امیر دوم اور فاضل مقرر مکرم ملک لال خان صاحب نے تقریباً ساڑھے پانچ بجے حاضرین سے انگریزی میں خطاب فرمایا۔ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عائلی زندگی کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے قرآن کریم کی پاکیزہ تعلیم، آنحضرت ﷺ کا اسوہ حسنہ، صحابہ رضوان اللہ اجمعین کا طریق کار بیان کیا۔ نیز آپ نے ان امور کا تجزیہ فرمایا جو عموماً ازدواجی زندگی میں ناکامی کا سبب ہوتے ہیں۔ پھر آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عائلی زندگی کے بعض چھوٹے چھوٹے مگر نہایت ایمان افروز واقعات بیان کئے جو دراصل کامیاب وکامران عائلی زندگی کے لئے نہ صرف اہم ترین ہیں بلکہ ازدواجی زندگی کی کامیابی اور کامرانی کے لئے سنگ میل کی حیثیت رکھتے ہیں۔

مکرم مولانا محمد اشرف عارف صاحب، مشنری ویسٹرن کینیڈا نے آنحضرت ﷺ کے صحابہ رضوان اللہ اجمعین کی سیرت کے خوبصورت پہلوؤں پر اردو میں روشنی ڈالی۔ آپ نے قرآن کریم کی ان آیات کریمہ کو پیش کیا جن میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے صحابہ رضوان اللہ اجمعین کے اخلاص، وفا، جانثاری، فدائیت اور بے مثال قربانیوں کا ذکر کیا ہے۔ اور تاریخ اسلام کے سنہری اوراق سے رسول کریم ﷺ کے جانثار اور فدائی صحابہ رضوان اللہ اجمعین کی سیرت کے ایمان افروز واقعات بیان کئے۔

مکرم مولانا محمد طارق اسلام صاحب، مشنری ایسٹرن کینیڈا نے صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

کی بے نظیر مالی قربانیاں کے موضوع پر اردو میں تقریر کی اور قرآن کریم کی ان آیات کا تذکرہ کیا جن میں مالی قربانیاں کرنے والوں کو بہترین جزا کا وعدہ دیا گیا ہے۔ پھر آپ نے سیرت کی مختلف کتابوں سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ رضوان اللہ اجمعین کی بے نظیر مالی قربانیوں کا ایمان افروز تذکرہ پیش کیا۔ اس کے بعد مہمانوں کی خدمت میں عشائیہ پیش کیا گیا۔

8رجولائی 2006ء کو مسجد بیت الاسلام ٹورانٹو میں اجلاس شبینہ منعقد ہوا جس کی صدارت مکرم مولانا خلیل احمد مبشر صاحب، مشنری ایڈمنٹن نے کی۔ اس اجلاس میں دنیا کی معروف انیس مختلف زبانوں میں سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پرشوکت اقتباس برکات الدعا، براہین احمدیہ حصہ پنجم سے پیش کیا گیا۔ جس میں حضرت اقدس علیہ السلام کا اپنے پیارے آقا مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے والہانہ عشق و محبت اور اسلام کی آخری فتح اور غلبہ کی عظیم الشان پیش گوئی کا ذکر ہے۔

اجلاس شبینہ کے بعد مغرب اور عشاء کی نمازادا کی گئیں۔

مورخہ 9رجولائی 2006ء

جماعت احمدیہ کینیڈا کے جلسہ سالانہ کا آخری دن جماعت کی تبلیغی کارگزاریوں کا ایک بھرپور مظاہرہ ہوتا ہے۔ ملک کے طول وعرض سے حکومت کے وزراء، شہروں کے میئرز اور کونسلرز، سفارتی نمائندے، پولیس افسران، اخباروں کے صحافی، سیاسی شخصیات، وکلاء، یونیورسٹیوں کے پروفیسرز اور دانشور وغیرہ اس دن مدعو کئے جاتے ہیں۔

آخری اجلاس کا پہلا حصہ صبح ساڑھے دس بجے شروع ہوا۔ اس اجلاس کی صدارت جماعت احمدیہ کینیڈا کے امیر اول مکرم بیرسٹر عبدالعزیز خلیفہ صاحب نے کی۔

تلاوت اور نظم کے فوراً بعد اوک ول کی میئر محترمہ این میلول (Ann Mulvale) خطاب کے لئے تشریف لائیں۔

اس اجلاس کی پہلی تقریر مکرم فرحان کھوکھر صاحب نے کی۔ آپ نے عصر حاضر کے تقاضوں کے جائزہ لیتے ہوئے اسلامی تعلیمات کو پیش کیا۔

اس تقریر کے بعد مکرم صبیح ناصر صاحب نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ کینیڈا نے مجلس کا تعارف کرواتے ہوئے سال رواں کی حسن کارکردگی کی بنیاد پر علم انعامی واسناد کا اعلان کیا۔ چنانچہ مکرم مولانا نسیم مہدی امیر و مشنری انچارج جماعت احمدیہ کینیڈا مجلس خدام الاحمدیہ کیلگری کو علم انعامی عطا فرمایا۔ اور مجلس خدام الاحمدیہ کو ویسٹن ساؤتھ کو دوم اور مجلس خدام الاحمدیہ ایڈمنٹن کو سوم قرار پانے پر شیلڈز عطا کیں۔

اسی طرح مجلس اطفال الاحمدیہ کیلگری حسن کارکردگی کے اعتبار سے اول رہی اور علم حاصل کیا۔ جب کہ مجلس وان دوئم اور مجلس ٹورانٹو سینٹرل سوئم رہیں اور مکرم امیر صاحب نے ان مجالس کو اسناد خوشنودی عطا فرمائیں۔

تقریب نمایاں تعلیمی کارکردگی کے وظائف

اس کے بعد نیشنل تعلیمی ایوارڈ کمیٹی کے چیئرمین مکرم بیرسٹر عبدالعزیز خلیفہ صاحب نے 2004-05ء میں اعلیٰ کامیابی حاصل کرنے والے درج ذیل پانچ طلباء اور سولہ طالبات کے ناموں کا اعلان کیا۔ اور کمیٹی نے فیصلہ کیا ہے کہ حضور انور جب کینیڈا تشریف لائیں گے تو حضور کی خدمت میں منظوری کے لئے درخواست پیش کی جائے گی کہ از راہ شفقت اپنے دست مبارک سے انہیں ایوارڈز اور انعامات عطا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ یہ اعزاز ان سب طلباء کے لئے مبارک فرمائے۔

انعامات کی تقریبات کے بعد اس اجلاس کا دوسرا حصہ شروع ہوا۔

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عربی قصیدہ در مدح آنحضرت ﷺ ایک نوجوان مکرم فرحان قریشی صاحب نے بڑی دلسوز آواز میں پڑھا کہ سامعین پر وجد طاری ہوگیا۔

معزز مہمانوں کے خطابات

قصیدہ کے بعد مہمان مقررین کا سلسلہ شروع ہوا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے معزز مہمانوں کی تعداد اتنی زیادہ تھی کہ سب کو خطاب کی دعوت دینا ناممکن تھا۔ لہٰذا یہ سلسلہ چند مہمانانِ گرامی تک محدود رہا۔

❁......سب سے پہلے مارکھم شہر اور میئر کی نمائندگی کے لئے وہاں کے پاکستانی نژاد مسلمان کونسلر جناب خالد عثمان نے تقریر کی۔ آپ نے کہا کہ جماعت احمدیہ جس طرح اپنے پروگراموں کے لئے گرمجوشی اور ولولہ سے کام کرتی ہے اسی طرح مارکھم شہر کے رفاہی کاموں کے لئے بھی آپ کی جماعت اسی طرح تیار رہتی ہے۔ اور یہ جماعت احمدیہ کی انفرادیت ہے کہ وہ ہمیشہ خود اپنے آپ کو رضا کارانہ طور پر پیش کرتے ہیں۔

❁......ٹورانٹو شہر کی جانب سے کونسلر سوزن ہال (Suzan Hall) نے نمائندگی کی۔ آپ نے کہا کہ میں جانتی ہوں کہ جس طرح کینیڈا میں تمام مذاہب اور عقائد کے لوگوں کو مذہبی آزادی حاصل ہے۔ اُنہوں نے کہا میرے علم میں یہ بات بھی ہے کہ جماعت احمدیہ ساری دُنیا میں بلا امتیاز دُکھی انسانیت کی مدد کے لئے پہنچتی ہے اور یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ وہ کینیڈا میں ہمارے ساتھ ہیں۔ آخر میں محترمہ موصوفہ نے ٹورانٹو شہر کے میئر His Worship David Miller کا بھیجا ہوا پیغام پڑھ کر سُنایا۔

❁......ٹورانٹو میں مقیم انڈیا کے قونصل جنرل جناب ستیش سی مہتا (Setish C. Mehta) نے حاضرین سے خطاب کیا۔ آپ نے انڈیا کی حکومت کی جانب سے مبارک باد دیتے ہوئے کہا کہ آپ کی جماعت عملی طور پر دُنیا کے ہر ملک میں اسلام کا حقیقی پیغام یعنی عالمی بھائی چارے کے پیغام پہنچاتی ہے۔ اور محبت اور صلح کا پیغام پہنچانے میں مصروف ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ بدقسمتی سے آج جب کہ دُنیا بھر میں اسلام کی تعلیمات کو غلط طور پر پیش کیا جا رہا ہے اور اسلامی تعلیمات کے غلط مطلب پہنائے جا رہے ہیں۔ اب یہ آپ کی ذمہ داری ہے کہ اسلام کی حقیقی تصویر دُنیا کو دکھائیں اور میں خوب اچھی طرح سے جانتا ہوں کہ یہ ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے جو جماعت احمدیہ کے بانی طرف سے آپ کے کندھوں پر ڈالی گئی ہے۔

❁......مسس ساگا شہر کی میئر ہیزل میکلین (Hazel McCallion) نے خطاب کیا۔ آپ نے کہا کہ دنیا میں محبت، اخوت اور انسانی ہمدردی پیدا کرنے کے لئے اور بھوک، غربت اور افلاس کے خاتمہ کے لئے ہم سب کو مل جل کر کام کرنا ہوگا۔ اُنہوں نے کہا کہ مَیں جانتی ہوں کہ جماعت احمدیہ ان مقاصد کے لئے اپنا وقت، اپنا تجربہ اور اپنا مال دے سکتی ہے اور دیتی ہے۔

❁......بریمپٹن شہر کی میئر سوزن فینل (Susan Fennel) نے اپنے خطاب میں بریمپٹن کے شہر میں احمدیہ مسجد کے تعمیری مراحل کا ذکر کیا اور بتایا کہ جلد ہی جماعت احمدیہ کی مسجد تعمیر شروع ہونے والی ہے۔ اس سلسلہ میں میں بحیثیت میئر ہر قسم کے تعاون کا یقین دلاتی ہوں۔

❁......وان شہر کے میئر مائیکل ڈی بی یاسے (Michael Di Biase) نے کہا کہ ہمارے ہاں جہاں رنگا رنگ قومیتوں کے لوگ آباد ہیں ان میں جماعت احمدیہ ایک محرک اور سرگرم جماعت ہے۔ آپ نے وان شہر میں ہسپتال کی تعمیر کے سلسلہ میں جماعت احمدیہ کی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا۔ اُمید ہے کہ آپ وان شہر کی یادوں کو بھی اپنے ساتھ رکھیں گے۔

❁......بچوں اور نوجوانوں کی خدمات کی صوبائی وزیر اور صوبائی ممبر پارلیمنٹ میری این چیمبرز (Mary Anne V. Chambers) نے کہا کہ یہ بہت خوش آئند بات ہے کہ جماعت احمدیہ اپنے بچوں کو اپنی تمام سرگرمیوں میں شامل رکھتی ہے کیونکہ آپ جانتے ہیں کہ یہی آپ کا سرمایہ ہیں۔ اور میں آپ کو یہی کہنا چاہتی ہوں کہ انہیں آپ زندگی کے تمام مراحل میں اسی طرح شامل رکھیں جس طرح آپ انہیں اپنے دینی معاملات میں شامل رکھتے ہیں۔

❁......چھوٹی صنعتوں اور سرمایہ کاری کے صوبائی وزیر ہریندر ٹھاکر (Harinder S. Takhar) نے انگریزی اور پنجابی میں خطاب کرتے ہوئے قرآن کریم کی خوبصورت تعلیم اور اسلامی اقدار کو مسلمانوں اور غیر مسلموں میں یکساں طور پر پہنچانے کی ضرورت پر زور دیا۔ اور جماعت احمدیہ سے اپیل کی کہ قرآن کریم کا گورمکھی زبان میں ترجمہ دوسرے پنجابی بھائیوں تک پہنچائیں تاکہ وہ اسلام کی خوبصورت تعلیم کو سمجھ سکیں۔

❁......برطانیہ سے آئے ہوئے مہمان مکرم محمد ناظم غوری صاحب نے جلسہ سے مختصر خطاب میں اسلام کی حسین تعلیم کے چند پہلوؤں سے حاضرین کو متعارف کرواتے ہوئے کہا کہ یہ بڑے دکھ کی بات ہے کہ مغربی دنیا کے بیشتر حصہ کو ابھی تک یہ نہیں معلوم کہ قرآن کریم تمام انبیاء کی نہ صرف تصدیق کرتا ہے بلکہ اعلیٰ مراتب عطا کرتا ہے۔ آپ نے کہا کہ ہم دنیا میں امن و انصاف، اخوت اور بھائی چارے کے متلاشی ہیں اور یہی ہمارا پیغام ہے۔

❁......ممبر پارلیمنٹ موریل بلانجے (Mauril Belanger) آٹوا سے پہلی مرتبہ تشریف لائے۔ آپ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہم ایک ایسے معاشرہ کی تعمیر کر رہے ہیں جہاں دنیا کے تمام ملکوں سے آئے ہوئے لوگ ہم آہنگی اور باہم رواداری سے ترقی کر سکیں۔

❁......آج کے اختتامی اجلاس کے مہمان خصوصی عزت مآب جو وولپے (Joe Volpe) تھے۔ آپ Minister of Citizenship & Immigration Canada رہے ہیں۔ اور لبرل پارٹی آف کینیڈا کے سینئر رکن اور آئندہ پارٹی کی لیڈر شپ کے اُمیدوار اور ممبر پارلیمنٹ ہیں۔ آپ نے اپنے صدارتی خطاب میں کہا کہ اسلام کی اعلیٰ اقدار کی ضرورت نہ صرف انسانیت کو ہے بلکہ اس ملک، اس معاشرہ اور اس نظام کو بھی ہے۔ آپ نے کہا کہ احمدیہ جماعت نے اپنی سرگرمیوں، اپنے طرز عمل اور اپنے اخلاق اور اپنی روز افزوں ترقی سے یہ ثابت کر دیا ہے کہ اس ملک میں ہر قسم کے عقائد پروان چڑھ سکتے ہیں۔ آپ نے جماعت احمدیہ کے بنیادی اصولوں کو سراہتے ہوئے بتایا کہ بہت عرصہ پہلے جس بات نے مجھے جماعت احمدیہ کی طرف متوجہ کیا وہ میرے احمدی ہمسایوں کا محبت، حسن خلق اور بھائی چارے کا سلوک تھا، جو آج بھی جماعت احمدیہ کے ہر مرد و زن میں موجود ہے۔ آپ نے کہا کہ یہی میرا اسلام سے پہلا تعارف تھا۔ اپنی تقریر کے آخر میں آپ نے زور دے کر کہا کہ اگر کینیڈا کو ایسے لوگوں کی ضرورت ہے جو اپنے ایمان اور عقیدہ میں پختہ ہیں۔ اگر کینیڈا کو ایسے لوگوں کی ضرورت ہے جو اپنی اعلیٰ اقدار کی حفاظت کرنے والے ہوں۔ اگر کینیڈا کو ایسے لوگوں کی ضرورت ہے جو محبت اور انصاف کی بنیادوں پر اپنے خاندانوں کی پرورش کرنے والے ہوں تو پھر ہمیں احمدیوں کی ضرورت ہے۔

مہمانوں کے خطابات کے بعد کینیڈا کے جھنڈے ہاتھوں میں تھامے ہوئے سفید اور سرخ لباس زیب تن کئے ہوئے چھوٹے چھوٹے بچوں اور بچیوں نے مل کر قومی ترانہ پڑھا جس کے احترام میں تمام حاضرین جن کی تعداد پندرہ ہزار کے لگ بھگ تھی، کھڑے ہوگئے۔

قومی ترانہ کے بعد آخری تقریر مکرم مولانا نسیم مہدی صاحب امیر و مشنری انچارج کینیڈا نے کی۔ آپ نے ایمان اور ملک سے وفاداری کے رشتے پر خطاب کیا۔ آپ نے فرمایا کہ آج ساری دنیا میں اور خاص طور پر مغرب میں یہ تصور پیدا کیا جا رہا ہے کہ امت مسلمہ بدامنی پھیلانے کی ذمہ دار ہے۔ آپ نے قرآن کریم اور احادیث نبوی ﷺ کی روشنی میں یہ ثابت کیا کہ جس ملک میں آپ رہتے ہیں اُس سے وفاداری اسلام کی تعلیمات کا حصہ ہے۔ آپ نے ان تمام گروپوں سے لاتعلقی کا اظہار کیا جو کینیڈا کے وفادار نہیں اور کینیڈا کو نقصان پہنچانا چاہتے ہیں۔ آپ نے اپنی مکمل وفاداری کا عہد کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم اس ملک کے لئے اپنی جان دینے سے بھی گریز نہیں کریں گے۔

اس کے بعد مکرم امیر صاحب نے اجتماعی دُعا کروائی اور یہ جلسہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ دعا کے بعد ظہر و عصر کی نمازیں ادا کی گئیں۔

نمازوں کی ادائیگی کے بعد معزز مہمان ظہرانے کے لئے دوسرے ہال میں تشریف لے گئے جہاں تمام معزز مہمانوں نے جن کی تعداد ڈیڑھ ہزار کے لگ بھگ تھی کھانا تناول فرمایا۔

جلسہ کی تینوں دنوں کی کارروائی کو مقامی اخبارات اور ٹیلی ویژن نے نمایاں طور پر مع تصاویر پیش کیا اور مختلف انٹرویوز شائع کئے۔

الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ جماعت احمدیہ کینیڈا کا تیسواں جلسہ سالانہ خیر و عافیت کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جلسہ سالانہ کے تمام کارکنان کو جزائے جزیل عطا کرے جنہوں نے دن رات بڑے اخلاص، محبت، ایثار اور قربانی کے ساتھ خدمات انجام دیں اور اسی طرح جلسہ سالانہ میں شریک ہونے والوں کو اللہ تعالیٰ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جملہ دعاؤں کا وارث بنائے اور یہ بابرکت جلسہ ہم سب کے لئے رشد و ہدایت کا موجب ہو۔ آمین۔

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

میرے درد کی جو دوا کرے!!!

جماعت احمدیہ برطانیہ کے ''سیدنا طاہرؒ سوونیئر'' میں مکرم ڈاکٹر حفیظ بھٹی صاحب کے مضمون میں حضورؒ کی بے شمار حسین یادوں کو سمیٹنے کی کوشش کی گئی ہے۔

مضمون نگار لکھتے ہیں کہ حضورؒ سے تفصیلی تعارف اپریل 1979ء میں ہوا جب خاکسار لیبیا سے پاکستان آیا ہوا تھا اور بعض ذاتی پریشانیوں کی وجہ سے سخت مشکل میں تھا۔ میرے سسر مجھے آپؒ کے پاس دعا اور مشورہ کے لئے لے گئے۔ آپؒ نے میری پریشانیوں کو بڑے غور سے سنا اور بڑے مفید اور مناسب حال مشوروں سے نوازا۔ بہت زیادہ دعا کا بھی وعدہ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے بے انتہا فضل اور آپؒ کی محبت بھری دعاؤں سے خاکسار ان مشکلات سے بخیریت نجات پا گیا اور آپؒ سے محبت اور تعلق کا ایک ایسا مضبوط رشتہ قائم ہو گیا جو آخر دم تک اٹوٹ انگ رہا۔ الحمدللہ۔

ایک سفر کے دوران آپ لیبیا سے متعلق بڑی دلچسپی سے گفتگو فرماتے رہے۔ وہاں کے سیاسی حالات اور قذافی کی عوام میں مقبولیت وغیرہ۔ جب خاکسار نے بتایا کہ قذافی نے عام غریب آدمی کی فلاح و بہبود کے لئے بہت کام کئے ہیں اور غریب طبقہ اس سے بہت خوش ہے تو فرمایا کہ اگر خلقِ خدا اس شخص سے خوش ہے تو پھر یہ شخص کبھی تباہ نہیں ہوگا۔

جون 1979ء میں خاکسار کی شادی ہوئی۔ میری اہلیہ امۃ النصیر صاحبہ کو حضورؒ اُن کے والد اور بھائی کے توسط سے شادی سے پہلے بھی حضورؒ اُن سے بڑی شفقت فرماتے تھے۔ چنانچہ ہمارے رخصتانہ کی تاریخ آپ نے خود مقرر فرمائی اور اپنی محبت بھری دعاؤں کے ساتھ تقریب کو رونق بخشی۔ شادی کے بعد خاکسار کی اہلیہ کو فوراً لیبیا کا ویزہ نہ مل سکا اور تین چار ماہ ان کو پاکستان میں قیام کرنا پڑا۔ جن دنوں آپ ربوہ میں ہوتیں تو حضورؒ شام کے وقت اپنی بچیوں کے ساتھ سیر کیلئے احمد نگر جاتے وقت ان کو بھی ساتھ لے جاتے۔

1980ء میں چھیری بیگم کے ہاں Still Birth ہوئی جس کے بعد سے وہ شدید جوڑوں کے درد میں مبتلا ہوگئی جس کی حضور اقدسؒ کو ہمیشہ فکر دامن گیر رہتی تھی اور آپ نے ہومیوپیتھک علاج کرنے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ اگست 1989ء میں ہم ہجرت کرکے لندن میں مقیم ہوگئے جہاں پر حضور انور نے بڑی ہی محبت اور توجہ سے چھیری بیگم کا علاج کیا۔ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ چھیری بیگم! تمہاری بیماری جن میری دواؤں سے نہیں بلکہ دعاؤں سے مرے گا۔

فروری 1993ء میں ہمیں کینیڈا کا سفر اختیار کرنا پڑا۔ وہاں کی شدید سردی میں چھیری بیگم کو جوڑوں کے درد کا شدید حملہ ہوا جس کی وجہ سے چلنا پھرنا بالکل مفقود ہو گیا۔ چھڑی کے سہارے یہ محض چند قدم چل سکتی تھیں۔ جب ہم لندن واپس آئے تو چھیری بیگم کی یہ حالت دیکھ کر حضورؒ کو سخت رنج ہوا۔ آپؒ نے دوبارہ علاج شروع کیا اور یہ ہدایت فرمائی کی روزانہ صبح دس بجے مجھے فون پر رپورٹ دیا کرو اور اس کے مطابق آپؒ دوائی تجویز فرماتے تھے۔ اگر کسی دن دس بج کر پانچ منٹ ہو جاتے تو حضور انور کا فون آجاتا کہ کیا بات ہے ابھی تک فون کیوں نہیں کیا۔

خاکسار نے ستمبر 1993ء میں باقاعدہ کالج میں داخلہ لے کر ہومیوپیتھک کی تعلیم حاصل کرنا شروع کردی۔ اس سے پہلے خاکسار نے حضورؒ کی خدمت میں اس بارہ میں عرض کیا تو آپؒ بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ میں بھی تمہیں کچھ لیکچر دوں گا۔ میں سمجھا کہ شاید آپؒ مجھے بلا کر ہومیوپیتھک کے بارہ میں کچھ سمجھائیں گے۔ لیکن اپریل 1994ء میں جب آپؒ نے MTA پر ہومیوپیتھک کے لیکچر دینے شروع کئے تو میں فوراً حضورؒ سے ملا۔ آپ نے دیکھتے ہی فرمایا میں نے تم کو ہومیوپیتھک کا کیسا سرپرائز دیا ہے۔ فرمایا کہ اگلے ہفتہ سے کلاس میں آنا شروع کردو۔ چنانچہ آپ نے نہ صرف مجھے ہومیوپیتھی سکھائی بلکہ اس قدر عزت بخشی کہ جس کا میں کبھی تصور بھی نہیں کرسکتا تھا۔ ہم میاں بیوی جب بھی آپؒ سے ملتے، آپؒ فرماتے: میں نے آپ کیلئے اپنا ایک سجدہ وقف کر رکھا ہے۔

1995ء میں یوکے جماعت نے جب مسجد فضل لندن کے احاطہ میں ایک Carvan میں ڈسپنسری قائم کی تو حضور انور نے خود ڈسپنسری کا معائنہ کیا اور اس کی فیض رسانی کے لئے دعا بھی کروائی۔ ہومیوپیتھی ڈسپنسری کے قیام کے بعد ڈسپنسری میں گولیوں، شیشیوں، مدرٹنکچر اور الکحل ڈائی لیوشن کی ضرورت پوری کرنا بہت بڑا مسئلہ تھا۔ ان اشیاء کا برطانیہ میں سستے داموں حاصل کرنا ناممکن تھا۔ کبھی پاکستان سے آنے والوں کے ہاتھ کچھ منگوایا جاتا اور کبھی غانا سے۔ لیکن ضروریات بہت زیادہ تھیں۔ جب پاکستان سے منگوائی گئی ڈائی لیوشن (الکحل) کی نصف لٹر کی چند بوتلیں ختم ہوگئیں اور وہاں سے مزید بھیجنا مشکل ہو گیا تو خاکسار نے لوکل فارمیسی سے ایک لٹر ڈائی لیوشن کی ایک بوتل خریدی جس کی قیمت 80 پاؤنڈ تھی۔ اس پر مکرم آفتاب احمد خان صاحب امیر یوکے فرمانے لگے کہ حضورؒ سے بھی اجازت لے لیں، کہیں بعد میں ناراض نہ ہوں۔ جب ہم نے حضورؒ کی خدمت میں بوتل پیش کی تو فرمایا: کتنے کی آئی؟ دس پاؤنڈ کی!۔ جب ہم نے قیمت بتائی تو فرمایا: استغفراللہ! اتنی مہنگی!!...... واپس کردو۔ پھر آپؒ نے اپنی ڈسپنسری سے نصف لٹر ڈائی لیوشن کی ایک بوتل منگوا کر ہمیں دی اور فرمایا: اس سے کام چلاؤ۔ اللہ فضل فرمائے گا اور کوئی بندوبست ہو جائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے حضور کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ کو اس قدر برکت دی کہ چند دن بعد جرمنی کے ایک دوست نے اس قدر ڈائی لیوشن کا بندوبست کردیا کہ آج تک کبھی کمی نہیں ہوئی اور خدا کی قدرت کہ دس پاؤنڈ فی لٹر کے حساب سے ہی ملا۔ اسی طرح گولیوں اور شیشیوں کے بھی اللہ تعالیٰ نے انبار لگا دیئے۔

آپؒ نے پاکستان سے گولیاں اور شیشیاں بنانے کی مشینیں بھی منگوا دیں۔ حضور کو نئی نئی دوائیں ایجاد کرنے اور اُن پر تجربوں کا بہت شوق تھا۔ دواؤں کو اونچی طاقت میں ہاتھ سے پوٹینٹائیز کرنا ایک مشکل مرحلہ ہوتا تھا۔ اسی سلسلہ میں جلسہ سالانہ کے ایک موقعہ پر فرمایا تھا کہ ان دنوں میاں بیوی کے دوائیں بنا بنا کے جب ہاتھوں اور کہنیوں میں دردیں شروع ہو جاتی ہیں تو پھر دوا کیلئے میرے ہی پاس آتے ہیں۔

1996ء میں حضور انورؒ نے اپنے لیکچر کو کتابی شکل میں ترتیب دینے کا کام شروع کیا اور خاکسار کو فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ جب کتاب لوگوں کے ہاتھ میں ہو تو اُن کے پاس سستی دواؤں کی ایک Kit بھی ہو جس میں کم از کم 100 دوائیں ہوں تاکہ اُن کو اپنا علاج کرنے میں آسانی رہے اور ساتھ ہی حضورؒ کی یہ خواہش بھی تھی کہ یہ Kit بہت کم قیمت پر تیار ہو۔ اللہ تعالیٰ یہ کام حضورؒ کی منشاء کے مطابق خود ہی مکمل فرماتا چلا گیا اور بعض مخلصین کی مدد سے 117 ادویات کا ڈبہ تیار ہو گیا۔ دوسرے مرحلہ پر جماعتوں میں ڈسپنسریاں قائم کرنے کا کام شروع کیا گیا جس کے لئے حضور نے 350 دوائیوں کا انتخاب کیا۔

دوائیوں کی سلیکشن کے لئے حضور کے ساتھ لمبی لمبی ملاقاتیں ہوتی تھیں۔ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے دوائیوں کے انتخاب کے وقت اس کی پوٹینسی کو ملحوظ رکھا کہ کونسی دوا کس پوٹینسی میں زیادہ کارآمد ہے اور حضور کے انتخاب میں کمال کا تجربہ شامل تھا۔ آج دنیا میں جو 650 ڈسپنسریاں کام کر رہی ہیں وہ حضورؒ کی انہی منتخب کی ہوئی دواؤں سے چل رہی ہیں۔ خاکسار اور میری اہلیہ نے ایک لٹر کی دوائی کو 10 ملی لٹر کی شیشیوں میں بھرنے میں مدد کی اور خاکسار کے تینوں بچے ان پر Sticker لگانے میں مدد کرتے تھے۔ ہم نے ہر دوائی کی 100-100 شیشیاں تیار کیں۔ گویا ساڑھے تین ہزار دوائیں بنائی گئیں جن کو تین سو ڈبوں میں پیک کیا گیا۔ بعد میں جماعت جرمنی نے حضورؒ کی خواہش کے مطابق 117 مائع دواؤں پر مشتمل ڈبہ بھی تیار کردیا۔

اسی کام کے دوران خاکسار کو دل کی شکایت ہوگئی۔ حضورؒ اُن دنوں کینیڈا کے دورہ پر تھے۔ جب آپؒ واپس تشریف لائے تو خاکسار نے اپنے کام کی رپورٹ کے لئے ملاقات کی جس کے بعد فرمایا کہ اب آپ اپنی صحت کی رپورٹ دیں۔ خاکسار نے بتایا کہ ڈاکٹروں نے انجائنا تشخیص کیا ہے اور انجیوگرافی کے لئے Waiting list میں نام ڈال دیا ہے شاید سال ڈیڑھ سال لگ جائے۔ فرمایا کہ اگر 6 ماہ تک Crateagus مدرٹنکچر صبح شام استعمال کریں تو انشاء اللہ آپ کی تکلیف خود بخود ٹھیک ہو جائے گی۔

یہ بھی ایک خدائی حکمت تھی کہ جب مجھ کو پہلی بار تکلیف ہوئی تو جس ہسپتال میں ایمبولنس والے مجھے لے کر گئے وہاں ڈاکٹر امۃ القدوس ایاز صاحبہ ڈیوٹی پر تھیں۔ حضورؒ کو جب اس کا علم ہوا تو آپ نے اُن کو بلا کر خاص ہدایت فرمائی کہ یہ اپنا بالکل خیال نہیں رکھتے یہ سب ان کو Exertion کی وجہ سے ہوا ہے۔ آپؒ نے ان کا خاص خیال رکھنا ہے کیونکہ انہوں نے جماعت کی بہت خدمت کی ہے۔ مکرمہ ڈاکٹر صاحبہ نے حضورؒ کی اس بات کا بہت بھرم رکھا اور ذاتی کوشش سے میری انجیوگرافی کا 6 ماہ میں انتظام کروا دیا۔ الحمدللہ رزلٹ منفی تھا۔ انہوں نے اس خوش خبری کی حضورؒ کو بھی فوراً اطلاع دی۔ چند دن بعد جب خاکسار حضورؒ سے ملاقات کیلئے گیا تو آپؒ نے فرمایا کہ میں آپ کی بیماری سے بہت پریشان تھا۔ میں جب بچوں کے چہرے دیکھتا تھا مجھے اُن پر ترس آتا تھا۔ الحمدللہ کہ یہ پریشانی دُور ہوئی۔ اب آپ کو اپنا لائف سٹائل بدلنا ہوگا۔

جب حضورؒ نے طبّی مشوروں سے متعلق خطوط کا کام بھی خاکسار کے سپرد فرمایا تو ہزاروں نسخے حضورؒ کی طرف سے احمدی احباب کے علاوہ غیر از جماعت احباب و خواتین بھی شامل تھے۔ انہی غیر از جماعت مریضوں میں امریکہ کی ایک لیڈی ڈاکٹر ارم ایاز بھی تھیں جن کا نچلا دھڑ ایک حادثہ میں مفلوج ہوگیا تو اپنے کسی احمدی دوست کی تحریک پر انہوں نے حضور انورؒ کی خدمت میں خط لکھا اور حضور کے مشورہ سے خاکسار نے اُن کا علاج شروع کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کو اس قدر شفا دی کہ انہوں نے مشہور زمانہ فلمسٹار Super man کو جو کہ ایک حادثہ میں اپنے نچلے دھڑ سے مفلوج ہو گیا تھا، خط لکھا کہ میں ایک ڈاکٹر ہوں اور میں جانتی ہوں کہ روایتی ادویات میں تمہارا کوئی علاج نہیں۔ تم اگر شفاء چاہتے ہو تو لندن میں مرزا طاہر احمد سے رجوع کرو، ان کے ہاتھوں سے تمہیں شفاء ملے گی۔ لیکن بعد میں Super man جس کا اصل نام کرسٹوفر ریو ہے، کا معذرت کا خط آیا اور اُس نے مشورہ کا شکریہ ادا کیا گیا۔

حضورؒ کی وفات سے کچھ عرصہ پہلے سے خاکسار بہت کم بیماریوں سے متعلق حضور سے مشورہ طلب کرتا تھا بلکہ حضورؒ کے ارشاد فرمودہ نسخوں سے استفادہ کرتے ہوئے خطوط کے جواب ارسال کئے جاتے رہے۔ لیکن جب کبھی ضرورت پڑی حضور کی طرف سے کبھی انکار نہیں ہوا۔ ہمیشہ شفقت اور راہنمائی فرمائی۔ آپ کی وفات سے چند روز قبل خاکسار نے حضورؒ کی خدمت میں "SARS" سے متعلق خط لکھا اور نسخہ کے لئے راہنمائی کی درخواست کی۔ حضورؒ نے اسی دن اپنے مفید مشورہ سے نوازا اور متعلقہ نسخہ کی ہدایت دی۔

ایک بار ایک شادی شدہ جوڑا جرمنی سے ملاقات کے لئے آیا تھا۔ اُن کی شادی کو ایک سال ہو گیا تھا اور بچہ نہیں ہوا تھا۔ وہ حضورؒ کے پاس دعا اور دوا کے لئے آئے تو حضورؒ نے اُن کو خاکسار کے پاس اس پیغام کے ساتھ بھجوایا کہ میرے نسخوں سے سوچ کر علاج کریں اور ایک سال کے اندر بیٹا ہونا چاہیے۔ بعد میں خاکسار نے عرض کی کہ حضور! بیٹا تو آپ کی دعاؤں سے ہی ہوگا، دوا میں نے کردی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اعجازی طور پر حضور کی دعاؤں کی برکت سے ایک سال کے اندر اُن کو بیٹے سے نوازا۔

حضورؒ نے جس وقت ڈسپنسری کا کام اس عاجز کے سپرد کیا تو خاکسار نے حضورؒ کی خدمت میں اپنی کم علمی اور ناتجربہ کاری کے بارہ میں عرض کرکے دعا کی درخواست کی کہ اللہ تعالیٰ میرے ہاتھوں میں شفاء دے اور اس علم کو میرے لئے آسان کرے اور مجھے بہت زیادہ سمجھ عطا فرمائے۔ حضورؒ ہنس پڑے اور فرمایا: اس عمر میں سمجھ!!؟...... بہت مشکل ہے...... لیکن ساتھ ہی فرمایا: میں انشاء اللہ بہت دعا کروں گا کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ہاتھوں سے لوگوں کو بہت زیادہ شفاء دے۔

اور میں آج قسم کھا کر اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ میں نے پچھلے کئی سالوں میں حضورؒ کی دعاؤں کا اس قدر اعجاز دیکھا ہے کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔

میری اہلیہ کے نام حضورؒ نے جو مشفقانہ خطوط

لکھے اُن میں سے ایک (محررہ ۱۹۷۹ء) میں تحریر فرمایا: ’’......حفیظ کا بہت خیال رکھنا اور چھوٹی چھوٹی باتوں پر اُس سے لڑنا نہ۔ مجھے وہ بہت عزیز ہے۔ خدا کرے تم اس کو اور وہ تمہیں بے حد خوش رکھے۔ اگر اُس کی بعض عادتیں بدلنی ہوں تو غصّہ سے نہیں بلکہ پیار سے بدلنا۔ مَیں انشاء اللہ تم دونوں کو دعا میں یاد رکھتا رہوں گا۔ تم بھی مجھے دعا میں یاد رکھنا۔ تم نیک اور خدا پرست لڑکی ہو۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق کو ہر دوسرے پر فضیلت دینا۔ سچی خوشی اور طمانیت قلب کا یہی راز ہے۔

مجھے افسوس ہے کہ کوشش کے باوجود میری دوائیں تم پر کارگر نہ ہوئیں۔ لیکن دعائیں ہوسکتی ہیں۔ اسلئے مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ تمہاری صحت اچھی ہوجائے گی‘‘۔

ایک اور خط (محررہ ۲۴ر فروری ۱۹۸۲ء) میں تحریر فرمایا: ’’تمہاری تکلیف دہ لمبی بیماری میرے لئے بہت ہی درد آمیز ہے۔ افسوس کہ میری ہیومیو پیتھی تمہارے کسی کام نہیں آئی۔ لیکن یقین رکھتا ہوں کہ جہاں دوا کام نہ دے وہاں دعا جادو جگا سکتی ہے۔ لہٰذا اپنے بے حد کرم کرنے والے ربّ کی رحمت سے مایوس نہیں۔ مجھے اس سے غرض نہیں کہ ایلوپیتھی سے تمہیں آرام آئے یا حکمت اور طبابت سے بظاہر بے سبب آرام آجائے۔ میری دعا تو یہی ہے کہ

ابن مریم ہوا کرے کوئی
تیرے دُکھ کی دوا کرے کوئی‘‘

......❁......❁......❁......

’’میں بہت رویا مجھے آپ بہت یاد آئے‘‘

جماعت احمدیہ برطانیہ کے ’’سیدنا طاہرؒ سوونیئر‘‘ میں مکرم عبدالباری ملک صاحب حضورؒ کی یادوں کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں کہ

جب آپؒ ربوہ کے لنگر نمبر ۲ کے افسر کی حیثیت سے خدمات سرانجام دے رہے تھے تو انتہائی محنتی، دعاگو، ہر چھوٹے سے چھوٹے کارکن کا خیال رکھنے والے، نظام جماعت کے سختی سے پابند، خلافت احمدیہ سے انتہاء درجہ کی عقیدت اور محبت رکھنے والے اور خلیفہ وقت کی اطاعت کا مثالی نمونہ تھے۔ جلسہ سالانہ کے ایام میں آپ ہمہ وقت لنگر میں ڈیوٹی سرانجام دیتے اور عام کارکنان کے ساتھ زمین پر بیٹھ کر مٹی کے برتنوں میں کھانا تناول فرماتے۔ افسر ہونے کے باوجود آپ عام کارکن کی طرح کام کرتے اور سارے کام کی خود نگرانی فرماتے۔ ایک دفعہ ایک خادم جس کی ڈیوٹی کسی اور جگہ لگی ہوئی تھی، اپنی ڈیوٹی چھوڑ کر لنگر میں اپنے دوستوں کے ساتھ ڈیوٹی کرنے کے لئے آگیا۔ جب حضرت میاں صاحب کو اس بات کی خبر ہوئی تو آپ نے اس کو اپنے دفتر میں بلایا اور سمجھایا کہ جو ذمہ داری دی جائے وہ پسند ہو یا ناپسند، مکمل اطاعت کرتے ہوئے اس کو ادا کرنا چاہیئے۔ پھر حکم دیا کہ فوراً اپنی اصل ڈیوٹی پر حاضر ہو جاؤ اور وہاں کے افسر سے تحریری خط مجھے بھجوانا کہ تم اپنی ڈیوٹی کر رہے ہو۔

۱۹۸۴ء میں جب حضورؒ ہجرت کر کے لندن تشریف لائے تو ہم حضورؒ کا فلیٹ تیار کر رہے تھے۔ اوپر والی منزل سے خاکسار نے ایک چھوٹا صوفہ اٹھایا اور سیڑھیوں سے نیچے لے جا رہا تھا کہ اچانک حضورؒ سامنے سے تشریف لے آئے۔ خاکسار کو فرمایا کہ تمہیں تو آرتھرائٹس کی تکلیف ہے تم اکیلے کیوں وزن اٹھا رہے ہو اور ساتھ ہی ایک طرف سے حضورؒ نے صوفے کو اٹھایا اور خاکسار کو پوچھا کہ کس کمرہ میں لے کر جانا ہے۔ خاکسار نے بہت کوشش کی کہ حضورؒ نہ اٹھائیں لیکن حضورؒ نے نہ مانا اور ایک طرف سے حضورؒ نے اور دوسری طرف سے خاکسار نے صوفہ اٹھایا اور حضورؒ کے کمرہ میں پہنچایا۔

۱۹۸۷ء میں دورہ یورپ کے موقع پر حضور انور نے انتہائی شفقت سے خاکسار کو بھی قافلہ میں شامل ہونے کی اجازت دی۔ اس سفر کے دوران ایک روز حضور انور نے باربی کیو کے پروگرام کی اجازت عنایت فرمائی۔ چنانچہ دوسرے دن حضور افراد قافلہ اور سوئٹزرلینڈ کی جماعت کے چند خدام کے ہمراہ رائن فالز تشریف لے گئے جہاں باربی کیو کرنا تھا۔ لیکن وہاں مُردہ مچھلیوں کی اتنی بدبو تھی کہ کھڑا ہونا بھی مشکل تھا۔ حضورؒ نے حکم دیا کہ یہاں سے کہیں اَور چلتے ہیں۔ رفیق چانن صاحب اگلی کار میں تھے اور وہ واکی ٹاکی پر حضورؒ سے جگہ جگہ پوچھتے رہے کہ یہاں رُک جائیں لیکن حضورؒ فرماتے کہ ابھی چلتے جائیں۔ ایک جگہ حضورؒ نے حکم دیا کہ اب اگلی سڑک پر بائیں جانب جاکر آگے جو فارم نظر آرہا ہے، وہاں رُک جائیں چنانچہ ہم اس فارم کے باہر پہنچ کر رُک گئے۔ فارم کا سوئس مالک باہر آیا تو اس سے چانن صاحب اور جہلمی صاحب نے اجازت مانگی کہ ہم یہاں باربی کیو کرلیں۔ وہ حضورؒ کو دیکھ کر بہت خوش ہوا اور ہم سب کو اپنے نئے بارن کے اندر لے گیا۔ ہم سب کی اندر جاکر حیرت کی انتہا نہ رہی جب ہم نے دیکھا کہ بارن کے اندر باربی کیو کے لئے ہر چیز موجود تھی اور صرف آگ جلانے کی ضرورت تھی۔ اس نے بتایا کہ اس نے یہ نیا بارن تعمیر کیا ہے اور اگلے ویک اینڈ اس نے فیملی اور دوستوں کو مدعو کیا ہوا ہے اور اس کا باقاعدہ افتتاح ہونا ہے۔ اس کی یہ خوش قسمتی تھی کہ اس کے نئے بارن کا افتتاح خدا تعالیٰ کے پاک مسیح کے خلیفہ کے مبارک ہاتھوں سے ہو رہا تھا۔ کسان نے بعد میں اپنی وزیٹرز کی کتاب پر حضور انور سے دستخط بھی لئے۔ ہم سب اس بات پر حیران تھے کہ کس طرح حضور انور عین اس جگہ پر آکر رکے جہاں خدا نے پہلے ہی باربی کیو کا مکمل اہتمام فرمایا ہوا تھا۔ سبحان اللہ۔

ایک دفعہ لیک ڈسٹرکٹ میں سیر کے دوران حضور انور کے پاس ایک خوبصورت چھڑی تھی جو حضورؒ کو افریقہ کے ایک بادشاہ نے تحفہ میں دی تھی۔ اس کے نچلے حصے میں پیتل کا خوبصورت خول چڑھا ہوا تھا۔ وہ خول کہیں گر گیا۔ جب حضورؒ کو پتہ چلا تو اس کو ڈھونڈنے کیلئے حضورؒ خود اور جملہ خدام نے سارا علاقہ چھان مارا لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ کافی دیر تک ڈھونڈنے کے باوجود جب خول نہ ملا تو کچھ مایوسی سی محسوس ہوئی کیونکہ اس چھڑی کی ساری خوبصورتی اس خول سے تھی۔ تب حضور انور نے فرمایا کہ اَور سب حیلے تو ہم نے کر لیے لیکن اصل چیز یہ ہے کہ ہم انّا للّٰہ و انّا الیہ راجعون پڑھیں۔ حضور نے یہ پڑھا ہی تھا کہ حضور کے قدموں میں پتوں کے نیچے وہ خول پڑا ہوا نظر آیا۔ سبحان اللہ۔

۱۹۹۲ء میں یارکشائر ڈیلز میں خدام الاحمدیہ یوکے کی میراتھن واک کے موقع پر خاکسار نے حضور انور کو گلاس میں پانی پیش کیا تو حضور نے گلاس واپس دیا اور فرمایا کہ گلاس بھر کر لاؤ۔ جب گلاس بھر کر پانی پیش کیا تو فرمایا جب بھی کوئی مشروب پیش کرو تو گلاس بھر کر پیش کرو۔ اسی طرح ایک دفعہ حضور خدام کو کچھ دے رہے تھے۔ ایک خادم نے دائیں ہاتھ میں کچھ پکڑا ہوا تھا اس لیے اس نے بایاں ہاتھ آگے کر دیا۔ حضور نے فرمایا سیدھا ہاتھ آگے کرو اور اس کے دائیں ہاتھ میں دیا۔

......❁......❁......❁......

جماعت احمدیہ برطانیہ کے ’’سیدنا طاہرؒ سوونیئر‘‘ میں مکرم ڈاکٹر شریف احمد اشرف صاحب آف لندن رقمطراز ہیں کہ جب خاکسار لیبیا میں ملازم تھا تو ہر چار ہفتہ ڈیوٹی کے بعد تین ہفتے کے لئے مجھے چھٹی ملتی تھی جس کے دوران خاکسار براستہ لنڈن پاکستان جایا کرتا تھا اور اسی راستہ سے لیبیا واپسی ہوتی تھی۔ چنانچہ لنڈن سے جماعت کی ڈاک ربوہ لے جانے اور واپسی پر ڈاک ربوہ سے لندن پہنچانے کا یہ سلسلہ پورے انیس تک سال جاری رہا۔

ایک دفعہ حضور انور سے ملاقات پر حضور اقدس نے فرمایا کہ ایک میری چیز بھی پاکستان لے جائیں گے؟ خاکسار کے لئے اس سے بڑھ کر اَور کیا خوش قسمتی ہوسکتی تھی۔ عرض کی کہ حضور حکم کریں۔ حضور انور نے فرمایا کہ کچھ برتن شیشے کے پیک ہیں گتے کے ڈبّہ میں۔ وہ ڈبّہ ربوہ پہنچانا ہے۔ حضورؒ نے فرمایا کہ اوپر گھر سے لقمان سے پتا کرلیں کہ اس کے اندر کیا کچھ باندھا ہے۔ یعنی تفصیل لے لیں تاکہ آپ کسٹم والوں کو بتاسکیں۔ دفتر پرائیویٹ سیکرٹری سے مَیں نے پتہ کروایا تو معلوم ہوا کہ مرزا لقمان احمد صاحب وہاں موجود نہیں ہیں۔ میری جہاز کی فلائٹ کا وقت تنگ ہو رہا تھا۔ اس لئے کچھ دیر کے بعد میں نے سامان لیا اور لندن ایئرپورٹ روانہ ہوگیا۔ سامان لنڈن سے کراچی کے لئے بک کرایا۔ کیونکہ کراچی کسٹم کلیئر کرانے کے بعد پھر کراچی سے فیصل آباد کی فلائٹ لینا تھی۔ جب میں کراچی پہنچا اور سامان لے کر حسب معمول باہر نکلنے لگا تو کسٹم انسپکٹر نے کہا کہ اپنا سامان مشین کے اندر سے گزاریں۔ جب سامان مشین سے باہر دوسری طرف نکلا تو کسٹم انسپکٹر نے مجھے کہا کہ اس کے اندر کیا ہے۔ میں نے کہا کہ مجھے علم نہیں مگر آپ نے مشین کے ذریعہ دیکھ لیا ہے۔ اس نے کہا کہ کھول کر دکھادیں۔ میں نے عرض کی کہ دیکھ لیں مگر آپ اسی طرح اس کو باندھ دیں کیونکہ میری دوسری فلائٹ فیصل آباد کے لئے ایک گھنٹہ کے بعد جانے والی ہے، تاکہ مجھے تاخیر نہ ہو۔ اس نے کہا کہ لے جائیں (سامان کافی رسیوں سے باندھا ہوا تھا)۔ میں نے سامان لے کر جلدی جلدی فیصل آباد کے لئے بک کرادیا۔ فیصل آباد پہنچ کر رات وہاں رہا۔ پھر دوسرے دن اپنی کار کے ذریعہ ربوہ جاکر مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کے حوالہ کیا۔

دو ہفتے کے بعد جب واپسی کا سفر اختیار کیا اور ڈاک لے کر مسجد فضل لندن پہنچا تو حضور ابھی تک دفتر میں تشریف فرما تھے۔ مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نے حضورؒ سے ملوادیا۔ میں نے اپنے سفر کی روداد بیان کی۔ پھر حضورؒ نے کچھ دریافت فرمایا اور ساتھ ہی مسکرا کر فرمایا کہ اشرف صاحب! آپ کو پتہ ہے کہ جب آپ ہمارا سامان لقمان سے بغیر تفصیل حاصل کئے، لے گئے تھے تو مَیں آپ کے لئے متواتر دعا کرتا رہا جب تک کہ ربوہ سے سامان کے ملنے کی اطلاع نہیں آئی۔ یہ سن کر میری آنکھوں میں آنسو آگئے کہ حضور اقدس کی یہ شفقت۔ میری ساری زندگی کے لئے یہ دعا ایک تسلّی کا سامان پیدا کرتی رہے گی۔ ساتھ افسوس بھی ہوا کہ حضور اقدس کو اتنی تکلیف میں ڈالا۔

اسی طرح کئی بار حضور نے ساہیوال کے اسیران راہ مولیٰ کے لئے چاکلیٹ اور رومال وغیرہ دئے جو کہ خاکسار نے جیل میں جاکر اسیران کے حوالے کئے۔ اور حضور انور کی طرف سے تسلی کے پیغام دئے۔

حضورؒ مجھ سے حضرت شیخ محمد احمد مظہر صاحب (امیر ضلع فیصل آباد) کا حال بھی پوچھا کرتے تھے۔ وہ کافی کمزور ہوچکے تھے۔ خاکسار ان کی ہر دفعہ ایک تصویر کھینچ کر لاتا اور حضور اقدس کی خدمت میں پیش کر دیتا۔ حضور فوٹو دیکھ کر خوش ہوتے، شکریہ ادا کرتے اور دعائیں دیتے ہوئے فرماتے کہ وہ ولی اللہ ہیں۔

......❁......❁......❁......

جماعت احمدیہ برطانیہ کے ’’سیدنا طاہرؒ سوونیئر‘‘ میں مکرم مرزا عبدالرحیم انور صاحب نے حضورؒ کی شفقت کا یہ واقعہ بیان کیا ہے کہ جب جماعت ہالینڈ کو یہ اطلاع ملی کہ حضورؒ پاکستان سے ہجرت فرما کر انگلستان تشریف لے جارہے ہیں اور راستہ میں چند گھنٹے کے لئے صبح ۷ بجے ہالینڈ میں بھی ورود فرمائیں گے تو صبح پانچ بجے تک آٹھ دس احمدی دوست مسجد مبارک ہیگ میں پہنچ گئے اور چند خواتین بھی پہنچ گئیں جن کے ذمہ حضورؒ اور اس مختصر قافلہ کے لئے ناشتہ تیار کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی۔ اجتماعی دعا کے بعد ہم کُل سولہ افراد کاروں میں ائرپورٹ کی جانب روانہ ہوئے۔ وہاں پہنچ کر علم ہوا کہ فلائٹ لیٹ ہے اور قریباً دس بجے پہنچے گی۔ آخر دو گھنٹے انتظار کرنے اور کچھ تکلّفات کے بعد ہم سب کو VIP لاؤنج میں جانے کی اجازت مل گئی لیکن جہاز تک جاکر حضورؒ کا استقبال کرنے کی اجازت صرف تین احباب کو ملی۔ بعد میں مزید دو افراد کو پاس مل گیا جن میں خاکسار بھی شامل تھا۔ باقی احباب وخواتین VIP لاؤنج میں منتظر تھے۔

آخر KLM کا جہاز پہنچا اور چند منٹ میں ہی حضورؒ کا مسکراتا ہوا چہرہ ہمارے سامنے تھا۔ حضورؒ نے ہاتھ اٹھا کر ہمارے سلام کا جواب دیا اور سب کو گلے سے لگایا۔ پھر ہم VIP لاؤنج کی طرف روانہ ہوئے۔ یہاں ایک واقعہ ایسا ہوا جو حضورؒ کی یادداشت اور ہمدردیٔ خلق اور محبت کی ایسی مثال ہے جس کی نظیر کم ہی ملتی ہے۔ ہوا یوں کہ 20 ردسمبر 1983ء کو اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک بیٹی سے نوازا جس کا نام حضورؒ نے ہبۃ الصبور تجویز فرمایا۔ وہ تین چار ماہ کی تھی تو اسے گردن کے پاس عجیب سے ایگزیما کی تکلیف ہوگئی۔ خاکسار نے دعا اور ہومیوپیتھی کی دوائی کے لئے حضورؒ کی خدمت میں ربوہ خط لکھا جس کا جواب مجھے مل گیا۔ پھر وہ خدا کے فضل سے ٹھیک ہوگئی تھی۔ لیکن جہاز سے نکلنے کے چند منٹ بعد حضورؒ نے مجھ سے پوچھا کہ بچی کا اب کیا حال ہے؟ خاکسار نے بتایا کہ الحمدللہ، حضور کی دعا سے ہی وہ اچھی ہوگئی، دوائی کی ضرورت ہی نہیں پڑی۔ مَیں حیران تھا کہ حضورؒ کن حالات میں اور کتنا لمبا سفر کر کے ابھی دس منٹ پہلے ہی جہاز سے باہر آئے ہیں اور شفقت اور محبت کا کیسا عالم ہے۔

جب ہم VIP لاؤنج میں پہنچے تو باقی احمدیوں کو بھی حضورؒ نے شرف مصافحہ بخشا۔ پھر بڑے کمرہ میں تشریف لائے جہاں لجنہ نے چائے تیار کی ہوئی تھی۔ ہم موجود احمدیوں کو انگریزی میں کچھ نصائح فرمائیں اور چند سوالوں کے جواب بھی دیئے۔ زیادہ تر ہمیں داعی اللہ بننے کی تلقین فرمائی۔

پھر حضورؒ قریباً ساڑھے بارہ بجے لندن کے لئے روانہ ہوگئے۔

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
8th September 2006 –14th September 2006

Please Note that programme and timings may change without prior notice All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or fax +44 20 8874 8344

Friday 8th September 2006

00:05 Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
01:10 Al-Maa'idah: A cookery programme
01:25 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 144, Recorded on: 04/04/1996.
02:25 Huzoor's Tours: Huzoor's visit to India.
03:35 Children's Class with Huzoor. Recorded on 27th November 2004.
04:40 Moshaairah: An evening of poetry.
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:10 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) Class with Huzoor. Recorded on 28th November 2004.
08:10 Le Francais C'est Facile: No. 74
08:30 Siraiki Service
09:10 Urdu Mulaqa'at with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Session 8, Recorded on 22nd March 1994.
10:10 Indonesian Service
11:10 Seerat Sahaba Rasool
12:00 LIVE Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V, From Baitul Futuh.
13:10 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
14:15 Bangla Schomprochar
15:30 Seerat Sahaba Rasool [R]
16:00 Friday Sermon [R]
17:00 Interview
17:55 Le Francais C'est Facile: No. 74 [R]
18:30 Arabic Service
20:45 MTA International Jamaat News [R]
21:20 Friday Sermon [R]
22:20 Urdu Mulaqa'at: Session 8 [R]
23:15 MTA Variety: A visit to Niagara Falls, Canada.

Saturday 9th September 2006

00:00 Tilaawat & MTA Jamaat News
00:35 Le Francais C'est Facile: No. 74
01:00 Liqaa Ma'al Arab: a sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 145, Recorded on: 09/04/1996.
02:10 Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 8th September 2006.
03:10 Bangla Shomprochar
04:10 Urdu Mulaqa'at with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Session 8, Recorded on 22nd March 1994.
05:05 Interview
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
07:05 Bustan-e-Waqfe Nau Class with Huzoor. Recorded on 4th December 2004.
08:20 Friday Sermon [R]
09:30 Ashab-e-Ahmad
09:55 Indonesian Service
10:55 French Service
12:00 Tilaawat & MTA Jamaat News
12:55 Bangla Schomprochar
14:00 Intikhab-e-Sukhan: Nazm request programme
15:00 Bustan-e-Waqfe Nau Class [R]
16:00 Moshaairah: An evening of poetry.
16:45 Attractions of Australia
17:15 Question and Answer Session in Urdu with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 08/07/1995, Part 2.
18:30 Arabic Service
20:35 MTA International Jamaat News
21:05 Bustan-e-Waqfe Nau Class [R]
22:05 Ashab-e-Ahmad [R]
22:30 Attractions of Australia [R]
22:55 Friday Sermon [R]

Sunday 10th September 2006

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith, MTA International News Review
01:00 Husn-e-Biyan: A quiz programme
01:35 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 146, Recorded on: 10/04/1996.
02:40 Ashab-e-Ahmad
03:20 Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 8th September 2006.
04:25 Moshaairah: An evening of poetry
05:30 Attractions of Australia
06:00 Tilaawat, Hamari Taleem & MTA News Review
07:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) Class with Huzoor. Recorded on 5th December 2004.
08:10 Learning Arabic: Programme No. 29
08:45 MTA Travel: A documentary on India.
09:15 Huzoor's Tours: Huzoor's visit to India.
10:00 Indonesian Service
11:00 Spanish translation of Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Head of the Ahmadiyya Muslim Jama'at. Recorded on 27th January 2006.
12:05 Tilaawat, Hamari Taleem & MTA News Review
13:00 Bangla Schomprochar
14:00 Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 8th September 2006.
15:00 Huzoor's Tours [R]
15:45 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) Class [R]
16:50 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on: 19/03/1994. Part 2.
17:55 Learning Arabic: Programme No. 29 [R]
18:30 Arabic Service
19:25 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 147, Recorded on: 11/04/1996.
20:25 MTA International News Review
20:55 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) Class [R]
22:00 Huzoor's Tours [R]
22:45 Ilmi Khutbaat
23:25 MTA Travel [R]

Monday 11th September 2006

00:00 Tilaawat, MTA News Review
00:50 Learning Arabic: Programme No. 29
01:25 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 147, Recorded on: 11/04/1996.
02:30 Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 8th September 2006.
03:35 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on: 19/03/1994. Part 2.
04:35 MTA Travel: A documentary on India.
06:05 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:05 Children's Class with Huzoor. Recorded on 11th December 2004.
08:20 Le Francais C'est Facile: Programme No. 23
09:00 Rencontre Avec Les Francophones: A weekly studio sitting with French speaking friends with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session 2, Recorded on: 20/07/1997.
10:05 Indonesian Service
11:10 Signs of Latter Days
12:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
13:05 Bangla Schomprochar
14:05 Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V. Recorded on: 07/10/2005.
15:00 Signs of Latter Days
15:55 Intikhab-e-Sukhan: Nazm request programme
17:00 Rencontre Avec Les Francophones [R]
18:30 Arabic Service
19:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 148, Recorded on: 16/04/1996.
20:35 International Jamaat News
21:05 Children's Class[R]
22:30 Friday Sermon Recorded on: 07/10/2005 [R]
23:25 Medical Matters: A series of health programme

Tuesday 12th September 2006

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
01:05 Le Francais C'est Facile: Programme No. 23
01:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 148, Recorded on: 16/04/1996.
02:35 Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V. Recorded on: 07/10/2005.
03:30 Rencontre Avec Les Francophones: A weekly studio sitting with French speaking friends with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session 2, Recorded on: 20/07/1997.
04:45 Medical Matters: A series of health programmes.
05:15 Signs of Latter Days
06:00 Tilaawat, Dars-e-Majmooa & MTA News
07:00 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) Class with Huzoor. Recorded on 12th December 2004.
08:10 Learning Arabic: Programme No. 29
08:45 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on: 21/06/1996.
10:00 Indonesian Service
11:00 Sindhi Service
12:10 Tilaawat, Dars-e-Majmooa & MTA News
13:05 Bangla Shomprochar
14:05 Opening address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Head of the Ahmadiyya Muslim Community on the occasion of Jalsa Salana UK 2006. Recorded on: 28th July 2006.
14:50 Learning Arabic: Programme No. 29 [R]
15:20 Seerat-un-Nabi (saw)
16:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) Class [R]
17:20 Question and Answer Session [R]
18:30 Arabic Service
20:30 MTA International News Review Special
21:00 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) Class [R]
22:25 Seerat-un-Nabi (saw) [R]
23:05 Address by Hadhrat Khalifatul Masih V [R]

Wednesday 13th September 2006

00:00 Tilaawat, Dars-e-Majmooa & MTA Jamaat News
00:55 Learning Arabic: Programme No. 29
01:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 149, Recorded on: 17/04/1996.
02:45 Jalsa Salana USA 2005: Speech delivered by Amjad Khan on the topic of "the jihad of pen".
03:55 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on: 21/06/1996.
05:25 Seerat-un-Nabi (saw)
06:05 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
07:20 Bustan-e-Waqf-e-Nau Class with Huzoor. Recorded on 18th December 2004.
08:15 Seerat Hadhrat Masih-e-Ma'ood (as)
08:45 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on: 24/06/1996. Part 1.
09:30 Indonesian Service
10:55 Swahili Service
12:05 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
13:10 Bangla Shomprochar
14:10 From the Archives: Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra), Recorded on: 22/07/1983.
14:35 An Australian Documentary
15:00 MTA Variety: a seminar held in Pakistan on the topic of the prophecies of the Promised Messiah (as).
16:00 Jalsa Speeches: A speech delivered by Hafiz Fazl-e-Rabbi on the topic of "the means of attaining nearness to Allah" on the occasion of Jalsa Salana UK, recorded on 27th July 2002.
16:40 Bustan-e-Waqf-e-Nau (Atfal) Class [R]
17:45 Question and Answer Session [R]
18:30 Arabic Service
19:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 150, Recorded on: 18/04/1996.
20:35 International Jamaat News
21:10 Bustan-e-Waqf-e-Nau (Atfal) Class [R]
22:05 Jalsa Speeches [R]
22:45 Friday Sermon: From the Archives [R]
23:05 MTA Variety [R]

Thursday 14th September 2006

00:10 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
01:15 Husn-e-Biyan
01:45 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 150, Recorded on: 18/04/1996.
02:45 MTA Variety: A talk by Dr. Mohyuddin Mirza on 'The Philosophy of the Teachings of Islam' written by Hadhrat Mirza Ghulam Ahmad, The Promised Messiah (as). Part 33.
03:10 Hamaari Kaa'enaat
03:40 Friday Sermon: Recorded on: 22/07/1983.
04:20 MTA Travel: a documentary on New Zealand and its origins.
05:25 Jalsa Speeches: A speech delivered by Hafiz Fazl-e-Rabbi on the topic of "The means of attaining nearness to Allah" on the occasion of Jalsa Salana UK, recorded on 27th July 2002.
06:00 Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
06:55 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) Class with Huzoor. Recorded on 19th December 2004.
07:55 English Mulaqa'at with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) with English speaking guests. Session no. 19, Recorded on 11th June 1994.
08:55 Huzoor's Tours: Huzoor's visit to India.
09:40 Al-Maa'idah: a cookery programme
09:50 MTA Variety
10:20 Indonesian Service
11:15 Pushto Muzakarah
12:05 Tilaawat, Dars & MTA News Review
13:00 Bengali Service: Bengali translation of Friday Sermon, recorded on 8th September 2006.
14:20 Tarjamatul Qur'an Class. In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session 147, Recorded on: 13/08/1996.
15:30 Huzoor's Tours: Huzoor's visit to India [R]
16:30 Moshaa'irah: An evening of poetry
17:20 English Mulaqa'at [R]
18:30 Arabic Service
20:30 News Review Mid week
21:00 Tarjamatul Qur'an Class. Session 147 [R]
22:10 Al Maa'idah
23:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) Class [R]

Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00GMT & 17:00GMT

Translations for Hazoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

22 DEAR PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 13 | Friday September 01, 2006 | Issue No. 35

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاھد۔ مؤرخ احمدیت

امام غائب کے لئے پاکستان میں امدادی فنڈ کا قیام

امامیہ مشن پاکستان ٹرسٹ کے ترجمان ماہنامہ ''پیام عمل'' نے فروری 2006ء کے اداریہ میں عزاداران امام حسین کو مخاطب کرتے ہوئے انتباہ کیا کہ:۔

''اب بھی وقت ہے کہ امام کے ظہور سے قبل ہم اپنا رویہ درست کرلیں اور اگر ہماری زندگی میں امام کا ظہور ہو جاتا ہے تو ہمیں کربلا کے شہیدوں کی طرح ان کا استقبال بھی کرنا ہے۔ اور ان کے احکام کے مطابق عمل بھی کرنا ہے............ مَیں نے اکثر مومنین کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ امام آئیں گے وہ خود ہی ہر بُرے کام کو تہس نہس کردیں گے مگر مشکل یہ ہے کہ ہمیں علم نہیں کہ امام کب آئیں گے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کے ظہور سے قبل ہی ہم دنیا سے رخصت ہو کر عالم برزخ میں پہنچ جائیں۔ میرے عزیزو! امام کی آمد سے قبل اپنا حساب کتاب درست کرلو تاکہ بعد میں شرمندگی اٹھانی نہ پڑے''۔

امام غیب کی طرز حکومت کا تصور کیا ہے؟

اس کے جواب میں اس ملک کے ایک اور ماہنامہ ''خواجگان''' لاہور نے نومبر 2005ء کے شمارہ میں واضح کیا کہ:۔

''اگر کوئی بیس سال کا جوان علم دین اور احکام شریعت سے بے خبر پایا گیا تو اُسے فی الفورتہ تیغ کر دیں گے۔ زمانہ غیبت مہلت ہے جسے ہوش میں آنا ہے وہ آجائے اس کے بعد انجام خراب ہے''۔

(صفحہ 21 کالم 2)

❁......جہاں ''زمانہ غیبت'' کی آشفتہ حالی، پریشانی اور افراتفری نے ایک حشر بپا کر رکھا ہے وہاں ''انجمن وظیفہ سادات و مومنین پاکستان'' نے یہ خوشخبری دی ہے کہ امام غائب کی معاشی امداد کے لئے دس لاکھ روپے کی بنیادی رقم سے **''حضرت امام مہدی فنڈ''** قائم کردیا گیا ہے۔

اس فنڈ کے سرپرست جناب سید سبط جعفری زیدی، صدر انجمن وظیفہ مقرر ہوئے ہیں۔ آپ کے قلم سے ''ماہنامہ انجمن وظیفہ'' فروری 2006ء کے صفحہ 44 پر حسب ذیل اعلان چھپا ہے:

''بلاشبہ ہمارے امام زمانہ صاحبِ اعجاز ہیں اور ہماری نصرت و امداد کے محتاج نہیں لیکن یہ بھی مسلمہ حقیقت اور طے شدہ امر ہے کہ جس طرح انبیاء کرام و مرسلین اور ائمہ طاہرین نے اپنے فرائض منصبی کے سلسلہ میں مادی وظاہری وسائل و اسباب کا استعمال کیا ہے...... ہمارے زمانہ کے امام بھی ظہور رجعت کے بعد......اپنے جہاد، قیام کے لئے ہر طرح کے وسائل و اسباب کی ضرورت پڑے گی''۔

اس تمہید کے بعد فرماتے ہیں:

''ہمارا بھی فرض ہے کہ ہم ایک ایسا خصوصی فنڈ (محفوظ امانت کے طور پر) قائم کرکے اس میں حق امام ......جمع و محفوظ کرلیں کہ جو شرعی و اقتصادی طور پر محفوظ و منافع بخش ہو۔ غیبت امام میں اس کے منافع (محفوظ سرمایہ کاری) سے مومنین مستفیذ ہوسکیں اور جب امام ظہور فرمائیں تو یہ سرمایہ اُن کی خدمت میں پیش کردیا جائے......مومنین سے گزارش ہے کہ اس خصوصی فنڈ میں اپنے عطیات و اعانات (بشمول شرعی رقومات) جمع کروائیں''۔

یہاں یہ بتانا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ جناب سید نجم الحسن صاحب کرّاروی ناظم اعلیٰ پاکستان شیعہ مجلس علماء نے اپنی کتاب ''چودہ ستارے'' میں اپنے فرقہ میں صدیوں سے مشہور یہ پیشگوئی ریکارڈ کی ہے کہ امام مہدی کا ظہور ایسے ظلماتی اور تاریک ماحول میں ہوگا جب سطح زمین پر صرف چالیس کامل مومن رہ جائیں گے۔

(صفحہ 496 مطبوعہ فروری 1979ء لاہور)

اس خوفناک صورت حال میں ''مہدی موعود فنڈ'' کا صدیوں قبل غائب ہو جانا یقینی اور بدیہی امر ہے کیونکہ معلوم نہیں کہ اس کے ظہور کے وقت پاکستان میں بھی کوئی مومن کامل موجود بھی ہوگا یا نہیں؟ جناب کراروی صاحب اپنی کتاب کے صفحہ 485 پر اپنے اُن ہم عقیدہ بھائیوں کی (جو امام مہدی کے قتل عام کے جہاد سے لرز رہے ہیں) ڈھارس بندھائی ہے کہ ہو سکتا ہے امام موعود کا ظہور نو ہزار سال تک ہو۔ امید ہے اس طویل عرصہ میں مزعومہ مہدی کی خدمت میں چیک پیش کرنے کی تقریب کے سارے انتظامات کا خاکہ بھی تیار ہو سکے گا۔

❁❁❁❁❁❁❁❁

نماز جنازہ

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 17/اگست 2006ء کو قبل از نماز ظہر مسجد فضل لندن کے احاطہ میں **مکرم سردار رفیق احمد صاحب** (انسپکٹر بیت المال۔ UK) کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔

مکرم سردار رفیق احمد صاحب ایک مختصر علالت کے بعد برین ہیمرج کی وجہ سے مورخہ 15/اگست کو بعمر 67 سال لندن میں وفات پاگئے۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم کو نصرت جہاں سکیم کے تحت 16 سال احمدیہ سکول Sonyea Town لائبیریا میں بطور پرنسپل خدمت کا موقعہ ملا۔ 18989ء میں UK آئے اور یہاں مختلف عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ چند سالوں سے آپ دفتر پرائیویٹ سیکرٹری کے شعبہ ترسیل ڈاک میں بھی خدمت بجالا رہے تھے۔ آپ کامیاب داعی الی اللہ بھی تھے اور اللہ کے فضل سے موصی تھے۔ آپ نے پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ ایک بیٹا اور دو بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔

نماز جنازہ غائب:

اس کے ساتھ ہی درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی۔

(1) مکرم بشیر احمد ناصر صاحب (کارکن امانت وخزانہ صدر انجمن احمدیہ۔ ربوہ)۔ مرحوم یکم مئی 2006ء کو بوجہ ہارٹ اٹیک وفات پاگئے۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم ایک دیرینہ خادم سلسلہ تھے اور تادم واپسیں جماعتی خدمات میں مصروف رہے۔ محلّہ میں مختلف عہدوں پر جو بھی جماعتی خدمت سپرد کی جاتی رہی اسے بطریق احسن سرانجام دیتے رہے اور مرحوم اللہ کے فضل سے موصی تھے۔

(2) مکرمہ سیدہ فرخندہ اختر صاحبہ (اہلیہ مکرم سید محمود احمد شاہ صاحب آف واہ کینٹ)۔ مرحومہ 25/جون 2006ء کو بقضائے الٰہی واہ کینٹ میں وفات پاگئیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ واہ کینٹ میں جماعت کی تشکیل پانے کے بعد وہاں پانے کے بعد وہاں کی پہلی صدر لجنہ بنیں اور مسلسل 21 سال تک صدر لجنہ واہ کینٹ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ مرحومہ نہایت نیک اور خلافت سے بے انتہا عشق رکھنے والی بزرگ خاتون تھیں۔ آپ مکرم سید نصیر احمد شاہ صاحب چیئرمین ایم ٹی اے انٹرنیشنل کی والدہ تھیں۔

(3) مکرم ڈاکٹر مبین الحق خان صاحب (ابن مکرم شمس الحق خان صاحب مرحوم)۔ مرحوم تین ماہ سے زائد عرصہ جگر کے عارضہ میں مبتلا رہنے کے بعد شیخ زید ہسپتال لاہور میں مورخہ 7/جولائی 2006ء کو بعمر 52 سال وفات پاگئے۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

مرحوم بہت ملنسار، بے نفس، مہمان نواز، جماعت سے محبت اور خلافت سے اخلاص کا تعلق رکھنے والے وجود تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ چار بیٹیاں شامل ہیں۔

(4) مکرم طیب عرفان بلوچ صاحب (ابن مکرم مولوی خان محمد صاحب مرحوم)۔ مرحوم 26/مئی 2006ء کو 37 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم پر جوش داعی الی اللہ تھے اور جماعتی کاموں میں ہمیشہ پیش پیش رہتے تھے۔ ضلعی عاملہ کے ممبر بھی رہے۔ دو دفعہ جماعتی مخالفت کی وجہ سے ان پر مقدمات قائم ہوئے اور ایک دفعہ ان پر فائرنگ کرکے مارنے کی کوشش بھی کی گئی۔

(5) مکرم صدیق Tk صاحب (جنرل سیکرٹری وسیکرٹری مال کرالہ۔ انڈیا)۔ مرحوم 21/مئی 2006ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم موصی تھے اور بہت نیک اور خوش مزاج طبیعت کے مالک تھے۔ ان کی مالی قربانیاں قابل قدر ہیں۔ اپنی اور دیگر علاقوں کی مساجد کی تعمیر میں دل کھول کر چندہ پیش کیا کرتے تھے۔ اسی طرح غریبوں اور ضرورت مندوں کا بھی خیال رکھتے اور بلا امتیاز ان کی مدد کرتے تھے۔

(6) مکرمہ زینب بی بی صاحبہ (والدہ مکرم ماسٹر عبدالغفور صاحب مرحوم)۔ مرحومہ اپنے بیٹے مکرم ماسٹر عبدالغفور صاحب کی وفات کے دو دن بعد بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ اپنے خاندان میں اکیلی احمدی تھیں اور شدید مخالفت کے باوجود آخر دم تک احمدیت پر قائم رہیں۔

(7) مکر ماسٹر عبدالغفور صاحب (آف چک نمبر 8۔ ایم بی ضلع خوشاب)۔ مرحوم آسمانی بجلی گرنے کی وجہ سے 8/مئی کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم نیک اور مخلص باوفا انسان تھے۔

❁❁❁❁❁❁❁❁

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 23/اگست 2006ء کو قبل از نماز ظہر مسجد فضل لندن کے احاطہ میں **مکرمہ Asifa Namyolo صاحبہ** کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔

مرحومہ 19/اگست 2006ء کو بعمر 44 سال لندن میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ یوگنڈا کی رہنے والی تھیں اور جماعت کے ساتھ اخلاص کا تعلق رکھنے والی خاتون تھیں۔ یوکے جماعت کے ایک مخلص صومالی احمدی عبدالرحمٰن صاحب کی نسبتی بہن تھیں۔ انہوں نے پسماندگان میں صرف ایک بیٹی بعمر 13 سال یادگار چھوڑی ہے۔

نماز جنازہ غائب:

اس کے ساتھ ہی مکرمہ امتہ الحق صاحبہ (اہلیہ ہومیو ڈاکٹر مکرم خواجہ عبدالکریم صاحب خالد مرحوم درویش قادیان) کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی۔۔ مرحومہ 7/جولائی 2006ء کو شیخوپورہ میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ صوم صلوٰۃ کی پابند اور مالی قربانی کا جذبہ رکھنے والی نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ لمبا عرصہ مجلس عاملہ کی ممبر رہیں۔ حلقہ کی طرف سے مجلس شوریٰ کی نمائندگی کا بھی اعزاز حاصل تھا۔ مرحومہ خلافت سے والہانہ محبت رکھتی تھیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرماتے ہوئے ان کے درجات بلند فرمائے اور لواحقین کا ان کے بعد نگہبان ہو۔ آمین ❁❁❁❁